یہ اخبار ہفتہ وار ہر جمعہ کے دن امرتسر سے شائع ہوتا ہے ✤

تار کا پتہ: اہلحدیث امرتسر

اخبار
اہلحدیث
امرتسر

اصلِ دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیثِ مصطفیٰ بر جان مسلّم داشتن

بس بھلا ہے کیوں حدیث کہا
ورد زبان قرآن و حدیثِ مصطفیٰ ہے

نمبر (۱) — طرابلس کا — جلد (۱۰)

اغراض و مقاصد

(۱) دین اسلام اور سنت نبی علیہ السلام کی حمایت و اشاعت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کی عموماً اور اہلحدیثوں کی خصوصاً دینی و دنیوی خدمات کرنا۔

(۳) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی نگہداشت کرنا۔

قواعد و ضوابط

(۱) قیمت بہرحال پیشگی آنی چاہیئے

(۲) بیرنگ ڈاک جلد واپس ہوگی۔

(۳) مضامین مرسلہ پسند ہونے پر مفت درج ہونگے اور ناپسند مضامین کے واپس کرنیکا وعدہ نہیں بلکہ ردی جا کر تلف کئے جائینگے

شرح قیمت اخبار

والیان ریاست سے سالانہ ۱۲ ر
رؤسا و جاگیرداران سے للعہ
عام خریداران سے ۳ ر
ششماہی ۲ ر
ممالک غیر سے سالانہ ۸ شلنگ ۶ پنس
ششماہی ۴ شلنگ

اجرت اشتہارات

کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتا ہے جملہ خط و کتابت و ارسال زر بنام مولانا ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل) مالک و اڈیٹر اخبار اہلحدیث امرتسر ہونی چاہیئے۔

امرتسر مورخہ ۱۳ ذی قعدہ سنہ ۱۳۳۰ ہجری مطابق یکم نومبر سنہ ۱۹۱۲ عیسوی یوم جمعہ

جنگی نمبر

اطلاع:- گذشتہ جلد کے آخری نمبر میں اعلان کیا تھا کہ دسویں جلد کا پہلا پرچہ طرابلس کا جنگی نمبر نکلیگا۔ الحمدللہ کہ باوجود کمی وقت کے ٹھیک وقت پر آج ناظرین کے ہاتھ میں پہنچتا ہے۔

انتخاب الاخبار

مہاشہ دہرمپال (نصیب اعدا) بیمار ہیں ناظرین صحت کیلئے دعا کریں۔

مولوی محمد علی صاحب واعظ نے مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی کی تنازع کے متعلق مضمون بھیجا ہے بوجہ عدم گنجائش درج نہ ہو سکا۔ آئندہ درج ہوگا۔

جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب سیالکوٹی کا ۲۶ اکتوبر کے بعد کوئی خط نہیں آیا۔ مولانا ابو القاسم صاحب بنارسی کا خط مولوی محمد ابو القاسم صاحب بنارسی کا خط جون سے آیا تھا کہ اس دفعہ محدث کانفرنس کے بہت سے جلسے مکہ معظمہ میں ہونگے۔ کانفرنس کی اشاعت خوب کرینگے۔ بمبئی میں آپکی جتنی تقریریں ہوئیں ان میں کانفرنس کی اغراض و مقاصد کی اشاعت کرتے رہے (شاباش)

اہلحدیث کانفرنس آنہ فنڈ کی چندی میں مبلغ ۲ مولوی محمد علی صاحب نے از مقام بیرچھ ضلع ہوشیارپور بھیجے ہیں۔ جزاہم اللہ

جنگ بلقان کی خبروں کے متعلق ناظرین وہی اصول یاد رکھیں جو قرآن مجید میں شیاطین کے آسمان سے خبریں لانے کا مذکور ہے۔ الا من خطف الخطفۃ (کوئی بات اچک لیتے ہیں اور سینکڑوں جھوٹ ملا کر مشہور کر دیتے ہیں) صحیح خبریں بہت کم ملتی ہیں۔ انگریزی اخبار بلکہ خود ریوٹر ایجنسی کو بھی اعتراف ہے۔ ہاں مجمل علم یہ ہے کہ جنگ شروع ہے۔ مسلمان دل سے دعا کریں۔ خدا ترکوں کو اعداءِ دین پر غالب رکھے اور انکے دشمنوں کو ناکام۔ آمین۔

سرکاری طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ قرق قلیسہ کے جنوب میں تمام دن ۲۶ اکتوبر کو جنگ عظیم ہوتی رہی۔ بلغاری دیبا کی صف واپس لوٹ جانے کے لئے حرکت کرنیکی کوشش کر رہی ہیں۔

پشاور میں ہندو مسلمانوں میں پھر کشیدگی کے آثار نظر آتے ہیں وجہ گوشت فروشی کی بندش ہے۔ دیکھا ایسا ملک بھی ترقی کر سکتا ہے جس میں بات بات پر ہر ایک فریق دوسرے کو شکست دینا چاہے (!)

AsliAhleSunnet.com

قیمت پرچہ ہذا فی عدد ار عصم کے ۲۰ پرچے۔

نقشۂ طرابلس مع مقامات متعلقہ جنگ

AsliAhleSunnet.com

طرابلس الغرب کا جغرافیہ اور تاریخ

ناظرین! اس نقشہ کو دیکھئے جو آپکے سامنے ہے۔ یہ اُس وسیع ملک کا نقشہ ہے جسے "طرابلس الغرب" کہتے ہیں۔ ملک شام میں بھی اس نام کا ایک صوبہ ہے جس کا نام طرابلس الشام ہے۔ ان دونوں میں امتیاز کرنے کے لئے ایک کو طرابلس الشام کہتے ہیں اور دوسرے کو طرابلس الغرب ہمیں یہاں طرابلس الغرب کے حالات لکھنے ہیں طرابلس الشام کے نہیں۔ اسلئے آئندہ ہم صرف طرابلس ہی لکھینگے۔

اس نقشہ کو خوب غور سے دیکھئے تو آپ کو اس کی حدود کا پتہ لگ جائیگا۔ شمال میں بحر ابیض متوسط یعنی بحیرہ روم ہے۔ مشرق میں صحرائے لیبیا ہے جو مصر کو طرابلس سے جدا کرتا ہے جنوب میں صحرائے اعظم اپنا وسیع دامن پھیلائے چلا جا رہا ہے۔ شمال مغرب میں ملک ٹیونس واقع ہے۔

اس ملک کا رقبہ قریبًا چار لاکھ مربعہ میل ہے۔ جس میں جنگلوں، ریگزاروں اور پہاڑیوں کے سلسلے پھیلے ہوئے ہیں۔

طرابلس طبعی اعتبار سے پانچ حصوں میں منقسم ہے (۱) طرابلس (۲) برقہ اور جبل اخضر (۳) فزان (۴) اوجلہ (۵) غدامس۔

آبادی:۔ طرابلس کی کبھی مردم شماری نہیں ہوئی لیکن یورپین سیاحوں اور مستشرقوں کے بیان کے بموجب گیارہ سے پندرہ لاکھ تک اندازہ کی جاتی ہے لیکن دراصل پوری تعداد اون کی خدا ہی کو معلوم ہے مَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ (۱)۔ عربوں کے علاوہ زنگی اور بربری قومیں بھی آباد ہیں جو سب کی سب مسلمان ہیں۔ ملک کے بعض حصص خصوصًا "جبل غیران" میں بعض وحشی لوگ ابتک ایسے بھی پائے جاتے ہیں جو غاروں میں رہتے ہیں مسٹر ارنسٹ ان بنٹ کو بھی ان غاروں کے دیکھنے کا اتفاق ہوا اور اُنہوں نے اپنی کتاب "ترکوں کے ساتھ طرابلس میں" میں ان غارنشینوں اور ان کے غاروں کا ذکر بڑے مزے دار الفاظ میں کیا ہے وہ لکھتے ہیں:۔

"میں نے جورات کو اپنی آمد کے وقت بڑے بڑے گڑھے دیکھے تھے ان کی وجہ دن کے وقت معلوم ہوگئی اور پتہ لگا کہ یہاں غارنشین قومیں آباد ہیں۔ یہ غار ہر موڑ پر ملتے تھے اور ان میں سے بعض چالیس چالیس فٹ چوڑے اور اسیقدر گہرے تھے ان غاروں کے عمودی پہلوؤں میں بھی بکثرت غار کھدے ہوئے تھے اور بعض غاروں کی تہ میں سبز سبز گدلا پانی جمع تھا جو میرا خیال ہے کہ یہ تہ زمین کے رہنے والے لوگ نہانے اور پینے کے لئے استعمال کرتے ہونگے۔ اکثر مقامات پر باہر نکلنے کے لئے کوئی راستہ معلوم نہ ہوتا تھا لیکن چونکہ ان غاروں کی عمودی اور بوسیدہ دیواروں پر چڑھنا غیر ممکن تھا اسلئے ضرور کوئی پوشیدہ راستہ ہوگا۔ جو ان غارنشینوں کے گھروں سے کچھ فاصلہ پر باہر نکلتا ہوگا۔ یہ غارنشین لوگ غریبان میں بداخلاقی و بداطواری میں بہت مشہور ہیں لوگوں سے ملنا جلنا گوارا نہیں کرتے۔ خواہ اس کا مقصد ان کے حق میں مفید ہی کیوں نہ ہو بعض اوقات ترک سپاہی ان کے ساتھ دل لگی کرتے اور کہتو تھے کہ کہاں تم اپنی کریہہ منظر اور بدصورت بیویاں کو اسلئے زمین کے اندر رکھتے ہو کہ کوئی اونہیں دیکھ نہ لے ایک دن میں ایک غار کے کنارے پر کھڑے ہوکر نیچے کی طرف دیکھا تو ایک نوجوان دوشیزہ لڑکی نے مجھ پر گالیوں کی بوچھاڑ کردی اور کہنے لگی کہ یہاں سے چلے جاؤ لیکن بایں ہمہ وہ میری صورت کو دیکھکر مسرت آمیز استعجاب ظاہر کرتی رہی اور پھر اس نے دو اور دوشیزہ لڑکیوں کو بلایا جو اس سے بھی زیادہ کریہہ منظر تھیں۔ یہ لڑکیاں چوں چوں کرنے اور حیرت اور استعجاب سے میری طرف دیکھنے لگیں"۔

پیداوار:۔ طرابلس اگرچہ وسیع ریگستانی ملک ہے لیکن اس کے بعض علاقے کافی سرسبز و قابل زراعت بھی ہیں۔ خاصکر بنی غازی (جس کو اختصار کے طور پر بنغازی کہتے ہیں) اور جبل اخضر وغیرہ میں کثرت سے باغات اور چراگاہیں ہیں۔ لیکن ان چند ایک گنتی کے نخلستانوں کو چھوڑکر باقی زمینیں ویران پڑی ہیں (۲)۔ ملک میں نہروں کا نام نشان تک نہیں اور اگر کچھ ہیں بھی تو وہ بھی اکثر خشک ہو جاتی ہیں۔ اسی لئے اس ملک کا خرچ آمدنی سے بڑھ جاتا ہے۔ چنانچہ گذشتہ سالوں میں محصول چنگی، خراج، عشر اور زکوٰۃ وغیرہ کی کل آمدنی سالانہ ایک لاکھ پچاس ہزار پونڈ اور خرچ ایک لاکھ ستر ہزار سالانہ پونڈ کے قریب رہا ہے۔

پیداوار میں گیہوں، جو، زیتون، زعفران، انجیر اور نمک قابل ذکر چیزیں ہیں بعض سرسبز حصص میں میوہ جات اور ترکاریاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن طرابلس کا نمک تمام شمال افریقہ میں بہتر خیال کیا جاتا ہے۔

تجارت۔ تجارت برآمد میں، جو، انڈے، مویشی، اسفنج، چٹائیاں، حنا، ہاتھی دانت، شتر مرغ کے پر، رنگے ہوئے چمڑے قابل ذکر ہیں اور درآمد میں، آٹا، چاول، شکر، چاء، سوتی کپڑے، تمباکو، دھات کے برتن۔

مشہور بندرگاہیں

طرابلس۔ صوبہ طرابلس کا صدر مقام ہے۔ آبادی ۵۰ ہزار آدمیوں کی بتلائی جاتی ہے گورنر کا محل اور جامع مسجدیں اور بازار بہت اچھے ہیں۔ بحری اہمیت کے لحاظ سے بہت عمدہ موقعہ پر واقع ہے۔

بنی غازی:۔ اس کا قدیم نام ہسپیرس تھا۔ پھر برنیقہ کہلاتا رہا۔ ساحل سمندر سے نصف میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ شہر اور متعلقہ علاقہ کی آبادی بائیس ہزار کے قریب بتلائی جاتی ہے۔

اجدابیہ آجکل قصر ہانی کے نام سے مشہور ہے یہاں کھجوروں کے باغ بکثرت ہیں۔

درنہ:۔ بنی غازی سے ۱۴۰ میل شمال مشرق میں واقع ہے قدیم نام ورنس تھا۔ آبادی ۵ ہزار آدمیوں کی ہے۔

مسرتہ:۔ برقہ اور طرابلس کے درمیان ایک بحری گھاٹ ہے یہاں کے باشندے "عبید قرلہ" کے نام سے مشہور ہیں مسرتہ سے طرابلس دس منزل کے فاصلہ پر ہے۔

مصراتہ:۔ اس بندرگاہ کا گھاٹ نہایت محفوظ اور عمدہ جگہ ہے طرابلس سے مشرقی جانب ۱۷ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ باشندے ایک ہزار کے قریب ہیں ان کے علاوہ حمص، طبردق، بمبا وغیرہ بہت چھوٹے چھوٹے مقام ہیں جن کا ذکر آجکل کی تاربرقیوں میں ہوا کرتا ہے۔ آپ اونہیں نقشہ صفحہ ۵ پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں

(۱) خدا کی فوج کو خدا ہی جانتا ہے۔

(۲) طرابلس کو پنجاب کی ریاست بہاولپور سے بہت مشابہت ہے جہاں ایک ثلث آباد اور دو ثلث غیر آباد ہے [illegible]

AsliAhleSunnet.com

حالات طرابلس اور وجوہات جنگ پیش از جنگ

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ناظرین کی آسانی کیلئے یہاں طرابلس کی مختصر سی تاریخ لکھدی جائے تاکہ اس ملک کی حالت بخوبی ان کے ذہن نشین ہو جائے۔

سائرینیکا یعنی بارقہ اور طرابلس کی ابتدائی تاریخ الگ الگ ہے۔ سائرینیکا (بارقہ) میں پہلے یونانیوں نے نوآبادی قائم کی تھی۔ پھر یہ صوبہ تاجداران بطلیموس کے قبضہ میں آگیا۔ بعدازاں اس پر اہل روما (اٹلی والوں) کا قبضہ ہو گیا۔

برخلاف اس کے طرابلس دراصل فنیشیا والوں کی نوآبادی تھی۔ ایک عرصہ کے بعد یہ کارتھیج (قرطاجنہ) کے زیرنگیں رہا۔ ٹریپولی (طرابلس) اہل روما ہی نے اس کا نام رکھا تھا۔ پانچویں صدی عیسوی میں قوم ونڈال نے دونوں صوبوں کو فتح کرکے ایک سلطنت قائم کرلی۔ لیکن چھٹی صدی میں مشہور رومن جرنیل بیلی سیرس نے قوم ونڈال کے اقتدار کا خاتمہ کرکے طرابلس کو سلطنت روما (اٹلی) کا ایک صوبہ بنا لیا۔ پھر ساتویں صدی عیسوی میں حضرت امیرالمومنین عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں سلطنت اسلامیہ کے زیرنگیں آگیا۔

اس زمانہ سے کئی صدیوں تک طرابلس میں تاجداران ٹیونس کی حکومت رہی۔ ۱۳۲۲ء میں بنی عمر نے ایک آزاد حکومت کی بنیاد ڈالی جو سوائے ایک خاص درمیانی وقفہ کے ۱۴۰۱ء تک قائم رہی۔ اسکے بعد طرابلس کو ٹیونس والوں نے دوبارہ فتح کرلیا۔ ۱۵۱۰ء میں اسپین کے بادشاہ فرڈیننڈ نے طرابلس پر قبضہ کرلیا۔ اور ۱۵۲۸ء میں یہ سینٹ جان کے عیسائی مجاہدین کے حوالہ کردیا گیا۔ ۱۵۳۲ء میں ترک بحری قزاق درغت اور سنان نامی نے عیسائی مجاہدوں کو ملک سے نکال دیا۔ درغت کی وفات کے بعد طرابلس کے بحری قزاقوں نے بحیرۂ روم میں اپنی ہیبت اور دہشت کا سکہ جمادیا۔ ۱۷۱۴ء میں احمد پاشا قرمانلی نے طرابلس میں اپنی سلطنت قائم کرلی اس کی اولاد میں محمد پاشا اور علی پاشا بڑے مشہور فرمانروا ہوئے ہیں ان کی بحری طاقت اس قدر زبردست تھی کہ یوروپین طاقتیں اس کے خوف سے انہیں سالانہ نذرانے دیا کرتی تھیں۔ ۱۸۰۱ء میں طرابلس کے پاشا یوسف نے امریکہ سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے خراج کی رقم ۸۳ ہزار ڈالر (مساوی دو لاکھ ساڑھے سات ہزار روپیہ) میں اضافہ کرے جو امریکہ نے ۱۷۹۹ء سے اپنی تجارت کی حفاظت کیلئے مقرر کی تھی۔ امریکہ نے اس مطالبہ کو رد کردیا۔ اسپر امریکہ اور طرابلس میں جنگ شروع ہوگئی جو چار سال تک رہی۔ ۱۸۰۵ء میں امریکن بیڑہ نے بماتحتی چارلس سٹوارڈ شہر درنہ پر قبضہ کرلیا۔ لیکن یہ دیکھکر کہ شہر پر قبضہ رکھنا مشکل ہے انہوں نے یوسف پاشا سے اس شرط پر صلح کرلی کہ وہ ۱۲۵ ہزار پاؤنڈ زرفدیہ لیکر امریکن اسیران جنگ کو آزاد کرے پھر ۱۸۳۵ء میں ترکوں نے براہ راست ملک اپنے قبضہ میں کرلیا اور اس وقت سے آجتک یہ سلطنت عثمانیہ کا ایک صوبہ چلا آیا ہے۔ اور تمام لوگ امن چین سے بسر کرتے تھے کہ یکایک اطالیہ نے ڈاکہ مار کر آتش آہن سوز کی چنگاریاں بھڑکا دیں۔

طرابلس کے وہ قبیلے بہت طاقتور ہیں جن کی زندگی کا پہلو نیم مذہبی اور پولیٹیکل حیثیت لئے ہوئے ہے۔ ان میں سب سے زیادہ قابل ذکر سنوسی فرقہ ہے جس کے یوروپین قوی مخالف ہیں۔ اور یوروپین اخباروں میں اس فرقہ کے پراسرار حالات پر اکثر طبع آزمائیاں ہوتی رہتی ہیں۔ شیخ سنوسی دام ظلہ العالی کا مرکز جغبوب میں ہے جو بارقہ کی جنوب مشرقی سرحد پر صحرائے لیبیا میں واقع ہے۔ غیر ملکی کو بہت کم وہاں تک پہنچنے کا موقع ملتا ہے۔

"وجوہات جنگ"

یورپ ترکوں کو کس نظر سے دیکھتا ہے یہ تو ہم آگے چلکر "یوروپین پالیٹکس" میں بیان کرینگے لیکن اس جگہ ہم اس جنگ کی وجوہات کو خود اٹلی اور دیگر یوروپین نامہ نگاروں کی زبان سے سناتے ہیں جنہوں نے پرامن زمانہ کا خاتمہ کرکے طرابلس کو انسانی خون سے لالہ زار بنادیا۔ اطالوی قونصل مقیم کلکتہ لکھتا ہے:۔

"طرابلس میں اٹلی کو جو حقوق حاصل ہیں وہ تعریف و توضیح سے مستغنی ہیں یہ حقوق قدیم زمانہ سے چلے آتے ہیں × × × گذشتہ چالیس سال کے عرصہ میں اطالوی نوآبادی اور تجارت کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے × × × اٹلی نے اپنی تجارت کی ترقی کے خیال سے طرابلس میں "بینک دی روما" کھول رکھا ہے × × × اٹلی نے بہت سا جانی اور مالی نقصان اوٹھاکر طرابلس میں مدارس قائم کر رکھے ہیں × × × طرابلس کے علاوہ مصر و ٹیونس پر بھی اٹلی کا قبضہ ہونا چاہئے تھا کیونکہ یہ ملک بحیرہ روم کے کنارے اٹلی سے نزدیک ہیں × × × اٹلی میں باشندگان اٹلی کے لئے اب گنجائش نہیں رہی۔ اسلئے انہیں کسی جگہ نوآبادی قائم کرنے کی ضرورت ہے × × × شمالی اٹلی کے تاجر اور سرمایہ دار کسی نوآبادی میں کارخانے کھول کر اپنے سرمایہ کو لگانے کیلئے چشم براہ ہیں × × × چونکہ فرانس نے مراکو، الجیریا اور ٹیونس وغیرہ پر قبضہ کرکے میزان اعتدال میں اٹلی کا پلہ بہت اونچا یعنی مغلوب کردیا ہے اور اوس کو سخت نقصان پہونچایا ہے اسلئے اس ڈر سے کہ کہیں اب وہی یا کوئی اور سلطنت طرابلس کو بھی نہ دبوچ لے اسنے طرابلس پر چڑھائی کردی × × × ترکی گورنر اور حکام اٹلی کے اغراض و مقاصد میں ہمیشہ سد راہ ہوتے رہے × × × ایک اطالوی عیسائی لڑکی کو جبراً مسلمان بنا لیا گیا × × × اٹلی کا ایک سٹیمر (دخانی جہاز) ترکوں نے گرفتار کرلیا × × × اٹلی نے اپنی طاقت اور حقوق کا استعمال اوسی طرح کیا ہے جس طرح دوسری طاقتوں نے اس سے پہلے کیا ہے اور آئندہ کرینگی"۔

مسٹر ارنسٹ ان بنٹ انگریز نامہ نگار لکھتے ہیں:۔

"جب سے فرانس نے ۱۸۸۱ء میں ٹیونس پر قبضہ کیا ہے اٹلی اپنے آپ کو علاقہ طرابلس کا آخری مالک سمجھتی رہی ہے۔ فرانس کو ایک ایسے صوبہ کا مطلق العنان حاکم دیکھکر جہاں اطالوی آبادکاروں کی تعداد فرانسیسیوں سے بہت زیادہ تھی کرسپی (سابق وزیر اعظم اٹلی) نے بہت پیچ و تاب کھائے اور وہ طرابلس کو اپنے قبضہ میں لانے کی کوشش میں ہمہ تن مصروف ہوگیا۔ اگر وہ چند ہفتے اور منصب وزارت پر رہتا تو نہایت اغلب تھا کہ موجودہ مہم آج سے بیس سال پیشتر وقوع میں آتی"

اطلاع عام - جن صاحبان کو ... چھپوانی منظور ہو وہ ... سے طلب کریں۔ پتہ ... ابوالوفا ... سکرٹری ... امرتسر -

AsliAhleSunnet.com

۱۸۵۵ء میں جب شہنشاہ نپولین سوم (شاہ فرانس) اور پرنس کانسرٹ (شوہر علیا قیصرہ وکٹوریہ انگلستان) میں بمقام اسبرن ملاقات ہوئی تو دوران گفتگو میں شاہ فرانس نے کہا "طرابلس کا ایک حصہ سارڈینیا کو دیا جانا چاہئے" بعدازاں جب کرسپی کا موقع آیا تو اوس نے جان توڑ کر کوشش کی کہ دول یورپ اس ترکی صوبے کے متعلق اسکے ملک (اٹلی کے دعاوی کو تسلیم و منظور کرلیں۔ صوبہ ٹیونس پر بلا مزاحمت فرانسیسی قبضہ ہ کا اعلان ہوجانے سے کرسپی کے خدشات اور بڑھگئے کہ مبادا فرانس شمالی افریقہ کے دیگر صوبجات کا الحاق بھی شروع کردے اور اس طرح بحیرہ روم کو ایک فرانسیسی جھیل بنالے۔

کرسپی کی جو خط و کتابت حال میں شائع ہوئی ہے اس کے بعض اقتباسات اس کی امیدوں اور اندیشوں پر پوری روشنی ڈالتے ہیں۔ مثلاً وہ اطالوی سفیر متعینہ برلن کو ایک خط میں تحریر کرتا ہے کہ جس طرح دول متحدہ (یورپ) نے اس فرانسیسی قبضہ ٹیونس کے برخلاف کوئی آواز نہیں اوٹھائی اسیطرح طرابلس کی تسخیر کے متعلق اون کے خاموش رہنے میں کوئی شک و شبہ نہیں رہتا لہذا ہمیں چاہئے کہ یا تو ٹیونس میں فرانس کی مطلق العنان حکومت کو روکنے کے ذرائع پیدا کریں یا ایسا انتظام کریں کہ فرانس کی فوجی بحری تفوقات کی زیادتی کے برخلاف گارنٹی کے طور پر طرابلس ہمیں ملجائے۔

اسی طرح کرسپی نے لارڈ سالسبری کو جو اس زمانے میں انگلستان کے وزیر اعظم تھے حسب ذیل خط لکھا تھا۔ "فرانسیسی سلطنت کے سرحد پر بار بار چڑھ دوڑنا ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ارادہ اس علاقہ طرابلس پر قبضہ کرلینے کا ہے۔ اگر طرابلس ہمیں ملجائے تو بزرٹا (فرانسیسی بندرگاہ بحیرہ روم) سے نہ تو اٹلی کو کوئی خوف ہوگا اور نہ برطانیہ عظمیٰ کو" اس کا اٹلی کے سفیر متعینہ لنڈن کی معرفت مندرجہ ذیل جواب موصول ہوا۔ سفیر لکھتا ہے کہ "یور ایکسیلنسی کے خط نے لارڈ سالسبری پر بہت گہرا اثر کیا ہے۔ اونہوں نے مجھے آپ کو جزیرہ تاما یہ پیغام پہونچانے کی ہدایت کی ہے کہ وہ آپ کی اس رائے سے متفق ہیں کہ بحیرہ روم میں جب کوئی چھوٹی بڑی تبدیلی پیدا کرنے کا دن آئیگا تو طرابلس پر اٹلی کا قبضہ کرلینا ایک ناگزیر امر ہوگا۔ تاہم سالسبری ایک بات پر یور ایکسیلنسی سے متفق نہیں ہیں ان کا خیال ہے کہ قبضہ کرنے کا موقع ابھی نہیں آیا۔ آخر میں لارڈ سالسبری نے کہا کہ طرابلس ایک نہ ایک دن اطالوی گورنمنٹ کو ملجائے گا لیکن جو شکاری ہرن شکار کرنا چاہتا ہے اس کو اس بات کا انتظار کرنا چاہئے کہ شکار اس کی بندوق کی پوری زد میں آجائے"۔

اس بات کو فراموش نہ کرنا چاہئے کہ جب یہ خط لکھا گیا تھا اس وقت عثمانی سلطنت ایک یاس و حرمان کی حالت میں تھی اور ترکوں کے صادق ترین دوستوں کو بھی ان کی تباہی کے آثار نظر آتے تھے۔ "مرد بیمار" (ترکی کا سابقہ لقب) کے یورپین ترکی کی تقسیم قریب معلوم ہوتی تھی۔ ایسی حالت میں شمالی افریقہ کی الگ تھلگ پڑی ہوئی ولایت کا یقیناً وہی حال ہوتا جو اس کے یورپین صوبوں کا ہوا تھا لیکن گذشتہ چند سالوں میں ترکوں کی قومی سرگرمی میں جیسی نئی جان پڑی ہے اس نے دنیا کو حیران کردیا ہے۔ ۱۸۹۷ء میں دردانیال نے جنگ یونان اور دیگر ممکن الوقوع حادثات کے لئے پانچ لاکھ آدمیوں کو حرکت دی اور اب عثمانی فوج ایک ایسا جزو ہے جس کو معمولی نہیں سمجھنا چاہئے۔ نیابتی حکومت مضبوطی کے ساتھ قائم ہوگئی ہے اور بعض سخت غلطیوں اور خطرناک مشکلوں کے باوجود ہمہ گیر اصلاحیں عمل میں لائی گئی ہیں۔ یورپ کے نہایت شریف دل لوگوں نے ترکی کے مدبروں کی مساعی جمیلہ کی تعریف کی ہے لیکن یورپ کی ڈپلومیسی نے النٹے بوسینیا اور ہرزیگوینیا چھین کر اور اٹلی کو شرمناک حملہ طرابلس کی جرأت دلاکر ان کی کوششوں کو بیکار کردینے میں مدد کی ہے جو بے بنیاد حیلے حوالے اٹلی نے جنگ کو ثابت کرنے کے لئے پیش کئے ہیں ان پر بحث کرنیکی چنداں ضرورت نہیں × × × ہمیں کیوں رکے اس ریمارک کی صداقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ہم سلطنت کی خاطر وہ کام کرگذرتے ہیں جن کو ہم اپنی ذات کے لئے خواب میں بھی جائز نہیں ٹھہراتے۔

میں عہدناموں کے متعلق بھی کسی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا کیونکہ آجکل عہدنامے اسلئے کئے جاتے ہیں کہ جب وہ فریقین میں سے کسی طاقت کو تکلیف دہ ثابت ہوں اور وہ طاقت اپنے مقدس اقراروں کو توڑنے کی طاقت رکھتی ہو اس وقت ان کو توڑ دیا جائے۔ مثلاً ۹ جون ۱۹۱۱ء کو مارکوئس ڈی سان گلیانو نے اطالین چیمبر میں کسی سابق وزیر خارجہ کے ان الفاظ کو دہرایا تھا کہ اٹلی کی خارجہ پالیسی کا ہمیشہ یہ ناقابل تغیر دستور رہا ہے کہ نہ صرف یورپ بلکہ افریقہ میں بھی عثمانی سلطنت کی پیوستگی اور استحکام کا لحاظ کیا جائے × × × مگر پورے چار مہینے بھی نہیں گذرے تھے کہ اسی وزیر نے ۲۹ ستمبر ۱۹۱۱ء کو ترکی کو ایک الٹیمیٹم بھیجا جس میں اعلان کردیا کہ اٹلی کا ارادہ ہے کہ طرابلس اور سائرنیکا کے صوبوں پر قابض ہوگا۔

اس کے علاوہ جنگ کی تائید میں اور بہت سی باتیں تھیں مثلاً گنسر ویٹو اور دوسری خوشحال جماعتیں اس بات کی خواہشمند تھیں کہ گولٹی کے اصلاح تمدن کا شدضروری پروگرام سے قوم کی توجہ ہٹا دیجائے چنانچہ جنگ کے شروع ہونے کے بعد اٹلی میں مردوں کے عام حق انتخاب اور سرکاری بیمہ کے متعلق کوئی بات سننے میں نہیں آئی × × × اسی طرح اطالیوں کی یہ بڑی تمنا ہے کہ اڈوہ کی شکست کا دھبا ابی سینیا کے خون کی بجائے طرابلس کے خون سے دھویا جائے۔ نیز اہل اٹلی کا خیال ہے کہ طرابلس میں کئی معدنوں میں بے شمار دولت دبی پڑی ہے اور اس کے زرعی چشمے ملک کی زراعت کو ترقی دیکر دولت حاصل کرنے میں بڑے معاون ثابت ہوسکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

مسٹر میکلا انگلستانی نامہ نگار تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس موجودہ جنگ اٹلی و ترکی میں اکثر انگریزوں کو سوچ میں ڈالنے والی دو باتیں ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ جنگ سرے سے وقوع میں ہی کیوں آئی۔ ہم اس کیفیت قلب کو نہیں سمجھ سکتے جس نے اس جنگ کو نہ صرف ممکن بلکہ اٹلی میں ہر دل عزیز بنا دیا ہے حالانکہ ہم انگریز طرابلس کو ایسی بین الاقوامی قزاقی و بزدلی خیال کرتے ہیں جس کی نظیر گذشتہ پچاس سال میں کہیں

مولوی محمد صاحب [illegible] ناظرین اہلحدیث [illegible] طالب ہیں۔

سلہ ابی سینیا حبشہ

سلہ خفیہ ملکی چالبازیاں۔

نہیں ملتی × × × اٹلی ایک نسل کی عمر سے زیادہ عرصہ کو اس ترک کی ولایت پر اپنا فرضی دعوے کر رہی ہے۔ اس دعوی کا دارومدار اس بات پر تھا کہ طرابلس سسلی سے ایک دن کی بحری مسافت پر واقعہ ہے اور زمانہ سابق میں یہ ایک رومانی صوبہ تھا مگر یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں کہ اٹلی کی یہ دلائل بالکل بے بنیاد ہیں × × × لیکن ان کے علاوہ اور وجوہ بھی تھیں۔ اٹلی میں چند سال سے خفیہ طور پر ایک پارٹی بن رہی ہے۔ اس پارٹی کے افراد اپنے آپ کو قوم پرست کہتے ہیں اور ان کے مخالف خود آپ کو اٹلی کے نوجوان ترک کہتے ہیں × × × قوم پرست دل و دماغ سے بالکل بے بہرہ ہیں وہ جنگ کو محض جنگ کی خاطر پسند کرتے ہیں۔ انکا اعتقاد ہے کہ خون بہانے سے ایک قوم شجاع اور دلیر ہو جاتی ہے اس میں اتفاق اور یوستگی آجاتی ہے اس کے افراد میں حب الوطنی کی روح پیدا ہو جاتی ہے ان کا مقولہ ہے کہ کسی شخص میں کاہلی و بزدلی پیدا ہو گئی ہو تو اس کو چاہیئے کہ جا کر کسی کو قتل کر ڈالے وہ بے دھڑک اس عجیب و غریب مسئلہ کا وعظ سناتے پھرتے ہیں (اس جنگ کی آگ بھڑکانے میں ان کا بھی بہت بڑا حصہ ہے)

جب سے اٹلی متحد ہوئی ہے اس وقت سے اس کے فرمانرواؤں کا نصب العین یہ رہا ہے کہ کسی غیر ملک پر حملہ آور ہو کر ملک کی مختلف اقوام کو ایک رشتہ اتحاد میں جکڑ دیں۔ اون کے ہر کام میں یہ غرض مترشح ہے۔

گزشتہ چالیس سال سے اٹلی کے مدبروں اور اکیون سلطنت کی یہ کوشش رہی ہے کہ جہانتک ہو سکے اس نقصان کی تلافی کریں اور اس دھبے کو دہو دیں ایک اعلے جرنیل پیدا کرے اور ایک شاندار فتح حاصل کرکے مشترک خطرے اور جنگ کی خونریزی اور جانکاہی سے اٹلی کے تمام صوبجات کو صلح و آشتی کی ایک سلک میں منسلک کر دیں اور ۱۸۷۰ء کے مصنوعی اتحاد کی بجائے ایک گہری یک جہتی پیدا کر دیں۔ تونس کو لینے کی تجویز اور البانیہ کے مجوزہ حملہ کی وجہ بھی تھی۔ ابی سینیا کی تباہی خیز مہم اسی خیال کا نتیجہ تھی اور کرسپی (وزیر اعظم اٹلی) کے طرابلس پر قبضہ کرنے کی تجویز کا بھی یہی مقصد تھا۔

ان وجوہ کے علاوہ اطالوی گورنمنٹ کے قوم پرستوں کے پروگرام کو اختیار کرنے کی ایک اور وجہ یہ بھی تھی جو اڈووہ کے داغ پر مشتمل تھی (حبشیوں نے شاہ منیلک کی سرکردگی میں اٹلی کی فوج کا بھرکس نکال دیا تھا) حکومت نے اڈووہ کے دھبے کو دہونا ضروری خیال کیا۔

سپیو سکمل اپنی ایک کتاب موسومہ "قومیت" میں جو حال ہی میں شائع ہوئی ہے لکھتا ہے اڈووہ میں جو بزدلی ہم سے ظہور میں آئی تھی اس کی بدنامی کو تمام دنیا کی نظر سے دور کر دینا چاہیئے"

اس مہم کی ایک اور بڑی دلیل جو بہت کم بیان کیجاتی ہے یہ تھی کہ باشندگان شمالی افریقہ اطالیوں کو بڑی حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ قوم پرست اخبارات کے نامہ نگاروں نے جو جنگ سے پہلے طرابلس گئے تھے اٹلی کو پر زور خطار سال کئے کہ وہاں ان کے ساتھ سخت اہانت آمیز سلوک کیا جاتا ہے۔ ان میں سے ایک شکایت کرتا ہے کہ جونگی خانوں اور تمام دفاتر میں اطالیوں کو سب سے بڑھ کر انتظار کرنا پڑتا ہے اور اطالیوں کے ساتھ یونانیوں ہسپانیوں اور جنوبی امریکہ والوں کی طرح سلوک کیا جاتا ہے۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ یہ ان ناقابل بیان شکایات میں سے ایک ہو جنہوں نے حکومت کو میدان جنگ میں آنے پر مجبور کیا تاکہ وہ گستاخ عربوں کو اس قدر سزا دے کہ وہ روما (اٹلی) کے نام سے دہشت زدہ ہو جائیں۔

مجھے اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ مندرجہ بالا وجوہ کے علاوہ اور بھی بہت سے اسباب تھے جو اس جنگ کے محرک ہوئے۔ یہ جنگ کسی خاص گروہ کی ریشہ دوانیوں کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک ایسی جماعت کی سازش کا ثمرہ ہے جس نے اور بہت سی جماعتوں کو اپنے ساتھ شامل کر لیا ہے۔ اس جنگ کو قومی جنگ بھی کہہ سکتے ہیں کیونکہ سو لیین اس میں ساعی تھے کہ حکومت کو اپنی بری و بحری افواج کے کسی شاندار کام میں لگانے پر اکسائیں۔ سنہ ۱۹۰۱ء سے اٹلی کے شمالی صوبجات کی نمایاں اقتصادی و مالی ترقی نے قوم کے ایک بڑے حصے کو اس بات کا خواہشمند بنا دیا تھا کہ اپنے اقتدار و عظمت کا اظہار کرے۔ اس بناپر کہا جا سکتا ہے کہ اٹلی کسی ایسی مہم کے لئے بالکل تیار و کمربستہ تھی

طرابلس میں ایک مہم کے کم خطرناک اور کامیاب ہونے کیلئے جو چیزیں درکار تھیں ان کو موجود سمجھا جاتا تھا طرابلس میں حکومت اٹلی کے ماتحت ایک ایسا ہی مہاجنی کارخانہ تھا جیسا کہ مانچوریا میں روسی چینی بنک یا مراکو میں "بنک دی پیرس" یہاں بھی مالی فوائد ساری حالت کی کنجی ہم پہونچاتے ہیں (ایسے تجارت پیشہ جماعت والے نے اپنے اغراض کی خاطر قوم کو جنگ میں پھنسا دیا ہے)

اس بنک نے عربوں کو رشوت دیکر اپنی طرف کرنے اور اس خیال سے کہ طرابلس پر عنقریب اٹلی کا قبضہ ہونیوالا ہے۔ یہاں زمینیں خریدنے میں اس قدر روپیہ صرف کر دیا کہ باوجود گورنمنٹ کی مدد کے بھی اس کو بہت سا نقصان اوٹھانا پڑا۔ اس نقصان کا باعث یہ ہوا کہ اس بنک نے اس خیال سے کہ عنقریب طرابلس پر اٹلی کا قبضہ ہونیوالا ہے طرابلس اور برقہ میں وسیع قطعات اراضی خرید لئے تھے اور جب مدت تک اٹلی کی طرف سے طرابلس پر قبضہ کرنے کی کوئی خبر نہ نکلی تو اسنے مایوس ہو کر برقہ کی اراضی کا بہت بڑا حصہ جو فی ایکڑ دس لیرہ کے حساب سے خرید گیا تھا وہ دو لیرہ فی ایکڑ کے حساب سے بیچ ڈالا۔ باوجود اس نقصان کے "بنک دی روما" کے مالک سائز ہمت نہ ہارے لیکن ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ جس سے اطالی از خود رفتہ ہو گئے یعنے ہیرو کوٹ وہیر انگ کی سربراہی میں ایک جرمن مہاجنی جماعت نے طرابلس میں ایک بنک جاری کیا جس نے تھوڑے ہی عرصہ میں بنک روما کو مات کر دیا۔ لہذا سائز چیلی نے بہت جلد اپنے آپ کو مشکلات میں گھرا ہوا پایا۔ اس کے خیال میں یقیناً اب ہاتھ پاؤں ہلانے کا وقت آگیا تھا اور یہ خاص موقعہ تھا کہ سائز بانکو کی طرف سے اس کا اعلان کیا جائے کہ طرابلس میں تہذیب پھیلانی چاہیئے۔

بنک روما کے کاروبار میں گھاٹا ہونے سے صبر و شکیبائی کی باگ اٹلی کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ اور اس نے اعلان جنگ کر دیا۔ اب تمام فوجی سامان اور سرکاری کاموں کا ٹھیکہ اس بنک کے ہاتھ میں ہے جس کے باعث وہ تباہی سے بچ گیا اور مالکان بنک جو وزارت روما کے اراکین کے رشتہ دار ہیں اس سے خوب نفع اوٹھا رہے ہیں۔ اگرچہ اٹلی کے دیگر تاجروں نے اس سے کم نفع

مؤرخ اسلام [illegible] صفحہ ۶

AsliAhleSunnet.com

تمام سامان مہیا کر دینے کی دو دفعہ درخواست بھیجی تھی لیکن ان کی درخواست دونوں بار رد کر دی گئی۔

یہ صاف ظاہر ہے کہ طرابلس پر اٹلی نے جو حملہ کیا ہے وہ اس خوف پر مبنی تھا کہ مراکو کے متعلق فرانس و جرمنی جو آپس میں گفت و شنید کر رہے ہیں مبادا اس کی وجہ سے افریقی نو آبادیوں کی کوئی نئی تقسیم عمل میں آ جائے اور اس نئی تقسیم میں فرانس بخوشی خاطر جرمنی سے کچھ کہ چونکہ تم افادہ کے لینے میں ناکام رہے ہو اس لئے طرابلس کو اپنے مقبوضات میں شامل کر کے اپنا گھاٹا پورا کر لو۔ عہد نامہ انگلستان و فرانس مرتب ہونے سے پیشتر فرانس کو خوف تھا کہ کہیں انگلستان طرابلس پر قبضہ نہ کر لے اور ادھر اٹلی کو شبہ تھا کہ فرانس ٹیونس سے مشرق کی طرف بڑھ کر طرابلس پر قبضہ کرنے کی فکر میں ہے۔ اسلئے اس نے فرانس کی مخالفت میں صد ہا کوشش کی۔ طرابلس میں اپنے واعظ بھیجے اپنے خرچ سے سکول جاری کر کے اس میں اطالین زبان و تاریخ کی تدریس شروع کر دی فرانس کی یہاں تک مخالفت کی کہ طرابلس میں فرانسیسی زبان تک کے نفرت آمیز خیالات پھیلانے شروع کر دیئے۔

فرانسیسیوں کے علاوہ اٹلی کو انگریزوں سے بھی خوف تھا چنانچہ نیپلز کے اخبار ماٹینو نے انگلستان پر حملہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ انگلستان طرابلس میں اطالوی فوج کی کار روائیوں پر اس وجہ سے نکتہ چینی کر رہا ہے کہ وہ خود طرابلس کو دبانا چاہتا ہے۔

لیکن ابھی ایک اور سلطنت باقی تھی جس سے ان ہر سہ سلطنتوں کو بجائے خود خوف تھا اور وہ سلطنت جرمنی تھی۔ جرمنی مہاجنی جماعت کے کار و بار نے جو نقصان جنگ روما کو پہنچایا وہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس جرمن مہاجنی جماعت کے کار و بار سے طرابلس میں جرمن اثر کے بڑھ جانے کا خوف تینوں سلطنتوں کو تھا۔ نیز ستمبر ۱۹۱۱ء میں کسی نے یہ افواہ اڑائی تھی کہ کوئی طاقت مارسا طبروق پر حملہ کرنا چاہتی ہے۔ اسلئے اٹلی اس افواہ سے ایسی خوف زدہ ہوئی کہ جھٹ فوراً طرابلس پر حملہ کا اعلان کر دیا۔ اور جو فوجیں سب سے پہلے جنیوا سے بھیجی گئیں وہ طبروق پر ہی قبضہ کرنے کو بھیجی گئی تھیں۔ اور ان کی خوش قسمتی سے جرمن سے فرانس اور انگلستان کے تعلقات اس وقت ایسے الجھے ہوئے تھے کہ ان میں سے کسی کو اطالین حملہ کو روکنے کی جرأت نہ ہوئی بلکہ سر ایڈورڈ گرے (وزیر خارجہ انگلستان) نے تو اس حملہ کو اسلئے غنیمت سمجھا ہوگا کہ اس سے جرمن کے طرابلس پر قبضہ کر لینے کے ارادے ملیا میٹ ہو گئے۔

اب سب سے اخیر ہم وزیر خارجہ ٹرکی کا وہ لغو بیان نقل کرتے ہیں جو اس نے حملہ طرابلس کے جواز میں ترکی وزارت کو بذریعہ تار بھیجا تھا۔ وہ لکھتا ہے:۔

اطالیہ کے تمام کارناموں کی ترکی کی طرف سے مخالفت ہوتی ہے۔ طرابلس میں بدنظمی اور تغافل کے متعلق جو تنبیہ نمائش کی گئی ہے اس پر توجہ نہیں دی جاتی اسلئے اب اطالیہ نے طرابلس اور برقہ پر قبضہ کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ (خالہ جی کا گھر ہے جلدی کھا کر آئینگے)

ترکوں اور عربوں نے اٹلی سے مقابلہ کیوں کیا

مذہبی اور پولیٹیکل نقطۂ خیال سے

پولیٹیکل خیال سے تو اس سوال کا جواب بہت آسان ہے کہ چونکہ ان کے ملک پر اٹلی نے حملہ کیا بلحاظ ملکی حقوق کے ترکوں اور عربوں کا فرض تھا کہ اپنے ملک کی حفاظت کرتے۔ لیکن ترک اور عرب چونکہ مذہب اسلام کے پابند ہیں اسلئے ان کے اس فعل کو ہم مذہبی نقطہ خیال سے بھی دیکھنا اور دکھانا چاہتے ہیں۔

اسلامی کتابوں میں ایسے موقع کے لئے ایک خاص کام فرض ہے جس کا نام جہاد ہے۔

جہاد کی بابت جو احکام قرآن و حدیث میں ہیں وہ تو ہم آگے چل کر بتلا دینگے پہلے ہم حنفی کتب فقہ میں اس کی کیفیت بتلاتے ہیں کہ وہ کس طریق سے مسلمانوں پر فرض۔ واجب یا سنت مستحب ہے جو لوگ آجکل کسی وجہ سے جہاد کی تعلیم سے انکار کرتے ہیں ہم ان کو دشمن سمجھتے ہیں ہمارے نزدیک جیسا کہ ہم نے اپنے رسالہ جہاد و ہند میں ظاہر کیا ہے اسلام کے دشمن ہونے کی یہ ایک بڑی علامت ہے کہ اس میں جہاد جیسی پاک تعلیم ہے بھلا کوئی منصف انکار کرے تو کیا وہ قرآن۔ حدیث اور دیگر کتب اسلام سے اس مضمون کو نکال سکتا ہے؟ ہاں اسلام چونکہ خدائے حکیم کی طرف سے حکیمانہ مذہب ہے اس لئے اوس کا کوئی حکم بے حکمت نہیں لہذا جہاد جیسے پاک حکم کے لئے یہ ضروری ہے کہ جو مسلمان جہاد کریں اون کا کوئی امام اور امیر ہو جس کے حکم کے نیچے وہ اس پاک حکم کی تعمیل کریں۔ حدیث شریف میں ہے الامام جنة يقتل من ورائه یعنی امام مثل ڈھال کے ہے اوس کی اوٹ میں جہاد کیا جائے یہ نہیں کہ افراد متفرقہ فسادات پھیلائیں جیسے کہ ہندوستان میں ہیں اور خواہ مخواہ غازی اور مجاہد بنکر عزتیں جانیں ضائع کریں۔ پس ناظرین اس بنیادی اصول کو یاد رکھ کر آئندہ حوالجات سنیں۔

شرح وقایہ (جو حنفی فقہ کی درسی کتاب ہے) میں مرقوم ہے:۔

هو فرض كفاية بدأ اى ابتداءً وهو ان يبتدأ المسلمون بمحاربة الكفار ان قام به بعض سقط عن الباقين فان تركوا اثموا ولا على صبى وعبد وامرأة واعمى ومقعد واقطع وفرض عين ان هجموا فتخرج المرأة والعبد بلا اذن فانه اذا هجم الكفار على ثغر من الثغور يصير فرض عين على من كان يقرب منه وهم يقدرون على الجهاد واما على من ورائهم فاذا بلغهم الخبر اليهم يصير فرض عين عليهم اذا احتيج اليهم بان خيف على من كان يقرب منهم

جہاد شروع میں فرض کفایہ ہے بعض لوگ قائم ہو جائیں تو باقی لوگوں سے معاف ہو جاتا ہے اور جب اسلامی ملک پر کفار ہجوم کر کے آویں تو ہر ایک مسلمان پر جو اوس ملک میں اوس سرحد کے قریب رہتے ہیں جہاد فرض ہو جاتا ہے یہاں تک کہ عورت اور غلام اپنے مالک کے حکم کے بغیر بھی جہاد کو جائے اور اوس سرحد سے پرے کے جو لوگ ہوں جب اون کو خبر پہنچے تو اون پر بھی جہاد فرض ہو جاتا ہے بشرطیکہ بوجہ نہ کافی ہونے سرحد والوں کے اون کی تباہی کا خوف ہو

بانهم عاجزون عن المقاومة او بان لم يعجزوا ولكن تكاسلوا ثم وثم الى ان يصير فرض عين على جميع اهل الاسلام شرقاً وغرباً جلد ۲ صفحہ ۲۴۲

اسی طرح اون کے بعد اور مسلمانوں پر جہاد فرض ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر ضرورت بڑھتی جائے تو دنیا بھر کے مشرق، مغرب کے مسلمانوں پر جہاد فرض ہے۔

جہاد اپنی شرائط کے ساتھ ہو (جیسا کہ در المختار وغیرہ میں ہے) تو اسلام میں سب سے اچھی اور افضل عبادت ہے۔ آیات واحادیث مندرجہ ذیل ملاحظہ ہوں

ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قام فيهم فذكر لهم ان الجهاد في سبيل الله والايمان بالله افضل الاعمال (صحيح بخاری)

۱۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو وعظ فرمایا اور کہا کہ اللہ پر ایمان لانا اللہ کی راہ میں **جہاد** کرنا سب اعمال سے افضل ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل المجاهد في سبيل الله كمثل الصائم القائم بآيات الله لا يفتر من صيام ولا صلوٰة حتى يرجع المجاهد في سبيل الله (بخاری ومسلم)

ایک حدیث میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجاہد کی مثال روزہ دار اور رات کے تہجد گذار کی طرح ہے جو رات بھر قرآن مجید پڑھتا ہے جو روزہ اور نماز کرنے سے تھکتا نہیں۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما اغبرت قدما عبد في سبيل الله فتمسه النار (بخاری)

۱۔ ایک حدیث میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے جس بندے کے پیر خاک آلود ہو گئے وہ کبھی دوزخ میں نہ جائیگا

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من قاتل في سبيل الله فواق ناقة فقد وجبت له الجنة (ترمذی)

فرمایا جو کوئی اللہ کی راہ میں چند لمحے بھی جہاد کرتا ہو اوس کے لئے بھی جنت (نجات) واجب ہو جاتی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تمس النار عينا باتت تحرس في سبيل الله (ترمذی)

فرمایا جو آنکھیں اللہ کی راہ میں بوقت جہاد حفاظت کرتی ہوئی رات بھر نہ سوئیں اونکو دوزخ کی آگ نہ لگے گی"

رباط يوم في سبيل الله خير من الف يوم فيما سواه من المنازل۔ (ترمذی)

فرمایا۔ مجاہدین کے ساتھ ایک رات کی نوکری بغرض پہرہ کے دس ہزار راتوں کی عبادت سے افضل ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ابواب الجنة تحت ظلال السيوف (صحیح مسلم)

فرمایا جنت کے دروازے تلواروں کے سائے کے نیچے ہیں۔

قال لغدوة او روحة في سبيل الله خير مما طلعت عليه الشمس (صحیح بخاری)

فرمایا۔ جہاد کے سفر کیلئے جو صبح کو تھوڑا سا وقت ہو یا شام کو تمام دنیا سے بہتر ہے۔

حرس ليلة في سبيل الله افضل من الف ليلة يقام ليلها ويصام نهارها (احمد)

فرمایا ایک شب خدا کی راہ میں حفاظت کرنا ہزار راتوں سے اچھا ہے جن میں رات کو تمام وقت عبادت کی جائے اور دن کو تمام وقت روزہ رکھا جائے۔

يغفر للشهيد كل ذنب الا الدين (مسلم)

فرمایا شہید کے سب گناہ بخشے جائینگے مگر قرض معاف نہ ہوگا"

ذروة السنام منه الجهاد (احمد)

فرمایا اسلام کی بلند چوٹی جہاد ہے۔

قال ثلاثة حق على الله عونهم المجاهد في سبيل الله والمكاتب الذي يريد الاداء والناكح الذي يريد العفاف (ترمذی)

فرمایا تین اشخاص ہیں جن کی مدد کرنی خدا کے ذمہ ہے ایک **مجاہد** دوسرا غلام مکاتب تیسرا نکاح جو قرض لیکر نکاح کرے تاکہ زناکاری سے پاک رہے"

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من جرح جرحا في سبيل الله او نكب نكبة فانها تجيء يوم القيامة كاغزر ما كانت لونها لون الزعفران وريحها ريح المسك (ابوداؤد)

فرمایا جس کسی کو اللہ کی راہ میں زخم پہونچے یا معمولی تکلیف سے خون نکلے وہ قیامت کے روز بڑے زور سے بہتا ہوا آئیگا اس حال میں کہ اوس کا رنگ زعفران کا سا اور خوشبو اوس کی کستوری کی سی ہوگی"

قرآن مجید میں **جہاد** کی بابت مختلف عنوانوں سے رغبت دی ہے۔

کبھی تو شہدا کی موت کو زندگی سے بہتر فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

لا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات بل احياء ولكن لا تشعرون (پارہ ۲ ع ۳)

جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوتے ہیں اون کو مردہ مت کہا کرو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم لوگ نہیں جانتے۔

لا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون فرحين بما آتاهم الله من فضله ويستبشرون بالذين لم يلحقوا بهم من خلفهم الا خوف عليهم ولا هم يحزنون يستبشرون بنعمة من الله وفضل وان الله لا يضيع اجر المحسنين (پارہ ۴ ع ۸)

فرمایا جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوتے ہیں اون کو مردہ مت سمجھا کرو بلکہ وہ خدا کے نزدیک زندہ ہیں اون کو خدا کے ہاں سے رزق ملتا ہے وہ خدا کے دیے ہوئے فضل سے خوش ہیں اور پچھلے لوگوں کے حق میں جو ابھی تک اون سے نہیں ملے یعنی شہید نہیں ہوئے خوشخبری کے متمنی ہیں کہ خدا اون کو بھی شہادت کی نعمت سے مالامال کرکر اور اون پر کسی طرح سے خوف ہو اور نہ وہ غمگین ہوں وہ اللہ کی نعمتوں اور فضل سے بڑے مسرور ہیں خاص کر اس بات سے بھی خوش ہیں کہ اللہ تعالی نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

يا ايها الذين آمنوا اذا لقيتم الذين كفروا زحفا فلا تولوهم الادبار (پارہ ۹ ع ۱۶)

فرمایا مسلمانو! جب میدان جنگ میں تم کافروں سے ملو تو اون کی طرف سے پیٹھ مت پھیرو۔

قاتلوا في سبيل الله الذين يقاتلونكم ولا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين واقتلوهم حيث ثقفتموهم واخرجوهم من حيث اخرجوكم (۲-۶)

فرمایا اللہ کی راہ میں اون لوگوں سے لڑو جو **تم سے لڑتے ہیں**

اطلاع عام جن صاحب کو جو تعویذ وغیرہ از قسم عملیات لینا ہو وہ پتہ ذیل سے طلب کریں شیخ فضل الدین عطاء اللہ بازار شیخان امرتسر

AsliAhleSunnet.com

فَلْيُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ وَمَن يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا × الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا (پارہ ۵ ع ۶)

وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ (پارہ ۱۰ ع ۳)

اور زیادتی نہ کرو اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں سے محبت نہیں رکھتا۔ ایسے لوگوں کو جہاں پاؤ قتل کرو اور جہاں سے اونہوں نے تم کو نکالا وہاں سے تم اون کو نکال دو۔

فرمایا جو لوگ دنیا کو آخرت کے بدلے میں بیچتے ہیں وہ اللہ کی راہ میں خوب لڑیں جو کوئی اللہ کی راہ میں لڑیگا پھر چاہے مارا جائے یا غالب آئے ہم (خدا) اسکو بڑا اجر دینگے۔ سنو! جو لوگ ایماندار ہیں وہ تو اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں اور جو لوگ کافر ہیں وہ گمراہ کرنے والے شیطان کی راہ میں لڑتے ہیں۔ پس تم شیطان کے دوستوں کو قتل کرو بے شک شیطان کا مکر بہت کمزور ہے۔

فرمایا جتنی طیاری تم کر سکو دشمنوں کے لئے کرتے رہو یعنی طیاری سامان آلات حرب اور گھوڑے وغیرہ جس کے ساتھ تم اپنے دشمنوں پر رعب ڈال سکو۔

مسلمانوں کو جہاد کا حکم کیوں ہوا تھا؟ قرآن مجید میں ایک جگہ اس کی وجہ بیان فرمائی ہے۔

أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ

فرمایا جن لوگوں (مسلمانوں) سے لوگ لڑتے ہیں اون کو بھی لڑائی کے لئے اذن دیا گیا ہے پس وہ بسم اللہ کر کے ہاتھ اوٹھائیں اور باور کھیں کہ خدا اون کی مدد کرنے پر قادر ہے (ہاتھ دار النصر نا)

یورپ کا پولیٹکل (سیاسی) مطلع

(ابتدا)

اگرچہ ہم وجوہات جنگ میں قصداً بعض ایسے فقرات لکھ گئے ہیں جن سے یورپ کے موجودہ پالیٹکس (سیاست) پر بہت کچھ روشنی پڑتی ہے لیکن اس جگہ ہم ذرا تفصیل سے یورپ کے پولیٹکس پر لکھنا مناسب سمجھتے ہیں۔

اگر کوئی شخص یورپ کے منبع تہذیب و تمدن اور موجودہ سیاست کی ابتدا کا سراغ لگانا چاہے تو اسے چاہئے کہ گیارہویں صدی عیسوی کے آخری ایام میں تلاش کرے جبکہ ایک مجنون راہب پطر نے بیت المقدس میں عیسائیوں پر مسلمانوں کے فرضی مظالم کے فسانے سنا سنا کر تمام یورپ کو ملک شام پر حملہ کر دینے کیلئے برانگیختہ کیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی سرکردگی میں چھ لاکھ مسیحی مجاہد جمع ہو گئے۔ ان مسیحی مجاہدین کے جمع ہونے کی کیفیت مصنف "محاربات صلیب" ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:۔

"یورپ بیخ و بن سے حرکت میں آگیا مذہبی لڑائی کا جوش قریب قریب دیوانگی کی حد تک پہنچ گیا اور صرف براعظم یورپ ہی تک محدود نہ رہا بلکہ دور دراز سمندر پار کے جزیروں تک جا پہنچا۔ ولیم باشندہ مالمسبری کہتا ہے کہ ویلس کے رہنے والے شکار چھوڑ کر کھڑے ہو گئے۔ ڈنمارک کے لوگ جلسۂ شراب و کباب سے اٹھ کھڑے ہوئے ناروے کے باشندوں نے اپنی کچی مچھلی یوں ہی چھوڑ دی اور سب کے سب ارض مقدس کی مہم پر ایک ساتھ آمادہ ہو گئے"۔

یورپ کا یہ جوش و خروش اور یہ جنون کیوں تھا؟ اور کن لوگوں کے خلاف تھا؟ صاف ظاہر ہے کہ اس کا مقدس مقصد بیت المقدس کو مسلمانوں سے چھینا تھا کن مسلمانوں سے جن کی بابت سر جارج ڈبلیو کاکس ایم اے اپنی کتاب "حروب" میں لکھتے ہیں کہ

"واقعی حضرت عمرؓ کی فتح سے سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہوا کہ یہ پاک شہر دو ایسی قوموں (عیسائی اور مسلمان) کے قبضہ میں آگیا جن میں سے ہر ایک اسکو پاک و مقدس سمجھتی تھی اور اُن نیک و متبرک بزرگوں کے تبرکات کی عزت و حرمت کرتی تھی جن کے پاک اجسام اس سرزمین کے نیچے آرام کر رہے تھے مسیحیوں کو سوائے اس کے اور کسی شکایت کی گنجائش نہ تھی کہ جس نجات دہندہ کی وہ پرستش کرتے تھے اُسے فاتح لوگ (مسلمان) صرف ایک پیغمبر تسلیم کرتے تھے اور وہ بھی اس پایہ کا کہ اگر اپنے پیغمبر سے ہم رتبہ نہیں تو صرف انہیں سے کسی قدر کم مانتے تھے"۔

غرضیکہ مسلمانوں کے خلاف تمام یورپ نے ہتھیار اُٹھائے اور قریباً دو سو سال تک لڑتے رہے ان لڑائیوں میں عیسائیوں نے جو جو مظالم توڑے انہیں پڑھکر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لیکن لڑائیوں میں عیسائیوں کا بھی کم نقصان نہیں ہوا۔ تیسری صلیبی جنگ میں صرف **عکہ** (شہر) کے فتح کرنے میں عیسائیوں کی پانچ لاکھ پیادہ اور جنگجو فوج تہ تیغ ہو گئی۔ لاکھوں انسانوں کی قربانی اور کروڑوں روپے کے مالی نقصان کا معاوضہ انہیں کیا ملا؟ مشہور فرانسیسی مورخ **مچاڈ** لکھتا ہے:۔

"عیسائی فوج پھر ایک دفعہ یروشلم کو پیٹھ دکھا کر سمندر کو چلی۔ رچرڈ (شاہ انگلستان) چلتے وقت یروشلم کی طرف منہ کر کے رو پڑا اور اپنے منہ کے سامنے رومال رکھکر کہنے لگا جس شہر کو میں فتح کرنے کے واسطے آیا تھا اوس کی طرف دیکھنے کے بھی لائق نہیں ہوں"۔ (مچاڈ ص ۴۹۷)

یہ تو اُن خونریز جنگوں سے صرف ایک جنگ کا مختصر خاکہ ہے لیکن اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ باقی سات جنگوں میں نقصان کس قدر ہوگا۔

ان صلیبی لڑائیوں کے نتائج کیا ہوئے۔ خونریزی اور ممالک اور دیار و امصار کی تباہی اور خلق اللہ کی مصیبت جس کا ایک ایک دردناک نظارہ انسانیت کو خون کے آنسو بہا دینے کے لئے کافی ہے۔ ایشیا کو تو سوائے نقصانات اور مصائب کے صلیبی لڑائیوں سے کچھ حاصل نہیں ہوا۔ لیکن یورپ کو ان سے اس قدر فوائد عظیم حاصل ہوئے ہیں کہ تمام عیسائیوں کے خون اور مصائب کو وہ ان کا ادنیٰ معاوضہ قرار دیتے ہیں۔

اتباع سلف، سلف کی اتباع اور تقلید پر لطیف تحقیق ۱۲/ ص

AsliAhleSunnet.com

ہیں۔

اگرچہ اس مضمون میں اتنی گنجائش نہیں کہ ہم اس پر مفصل بحث کر سکیں لیکن چونکہ ان واقعات سے ہمارے مضمون کا بہت کچھ تعلق ہے اسلئے اجمالاً لکھتے ہیں۔

گیارہویں صدی میں جب یورپ نے صلیبی لڑائیوں کیواسطے قدم باہر نکالے تھے وہ بالکل جہالت میں مبتلا تھا۔ لیکن اسی یورپ کو جب ہم چودہویں صدی میں دیکھتے ہیں تو وہی جاہل اور وحشی یورپ اپنی جہالت کی زنجیروں کو توڑ کر ترقی کے رستہ پر سر توڑ جاتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس عرصہ میں یورپ کی ملکی۔ مذہبی۔ تمدنی اور معاشرتی۔ تجارتی اور عقلی اور دماغی زندگی کی کایا بالکل پلٹ گئی تھی۔ تمام یورپ میں ملکی خیالات اور امور سیاست میں نہایت ترقی ہوئی۔ انگلستان کی آزادی بہت کچھ ان صلیبی لڑائیوں کی ممنون ہے۔ مذہبی خیالات میں صریح اور واضح تبدیلی ہوئی۔ گیارہویں صدی میں وہ یورپ کے فرمان کو حکم خداوندی تصور کر کے صلیبی جنگوں کی آگ میں کود پڑا تھا لیکن وہی یورپ چودہویں صدی میں پوپ کی طاقت توڑنے اور اوس کے پنجوں سے رہائی پانے کے واسطے جدوجہد میں مصروف نظر آتا ہے۔ تجارت پر بہت مضبوط اور دائمی اثر پڑا۔ اٹلی کے جہازات نے جو صلیبی لڑائیوں میں مجاہدین صلیب کے لئے سامان رسد لانے کا کام کرتے تھے ہر ایک ملک کو تجارت کا سبق دیا۔ سمندر اور خشکی میں یورپ کی تمام قومیں تجارت میں مشغول ہو گئیں۔ ایشیا کے مصالحجات۔ عطریات۔ خوشبوئیں قالینیں۔ صدہا قسم کے ریشمی۔ زرین اور بیش قیمت سوتی اور اونی پارچات اور دوسری ہر ایک قسم کی ترقی یافتہ پیداواریں صرف یورپ کو عیش وعشرت کے اسباب دینے کا باعث نہیں ہوئیں بلکہ صنعت حرفت اور کاشتکاری کی نسبت ان کی آنکھیں کھولدیں۔ یہ دوسو برس کا زمانہ صلیبی مجاہدوں نے ایشیا میں گذارا اور مسلمانوں میں مل جلکر رہے جو ایشیا سے ہر ایک چیز سیکھنے کے واسطے کافی تھا۔ یورپ کے علوم وفنون کو اس زمانہ نے بے انتہا فائدہ پہونچایا۔ ادب میں۔ فن تاریخ میں بہت ترقی ہوئی۔ تاریخی حالات کا لکھنا خود صلیبی لڑائیوں کی تاریخ کی ضرورت نے سکھلایا۔ تاریخ سے بڑھکر جغرافیہ پر اثر پڑا۔ سائنس اور حکمت میں گو عیسائیوں نے ہسپانیہ کے مسلمانوں سے بہت کچھ سیکھا ہے مگر ایشیا کے مسلمانوں میں بھی یہ ذخیرہ سکھلانے کے واسطے کچھ کم نہ تھا۔

صلیبی جنگوں میں اہل یورپ صرف اہل ایشیا اور مسلمانوں میں بھی یہ ذخیرہ سکھلانے کے واسطے کچھ کم نہ تھا۔

صلیبی جنگوں میں اہل یورپ صرف اہل ایشیا اور مسلمانوں ہی سے نہیں ملے بلکہ یورپ کی مختلف اور بے شمار قوموں کو جو ایکدوسرے سے محض اجنبی تھیں باہم ملنے اور تبادلۂ خیالات کا موقعہ ملا۔ اور اس سے یورپ کو بہت بڑا فائدہ ہوا کہ تمام زبانوں کے اختلاط سے ہر ایک زبان وسیع اور کامل ہو گئی۔ شاعرانہ لٹریچر کے واسطے صلیبی لڑائیوں نے بے شمار مواد بہم پہونچایا اور لوگوں نے قواء عقلی اور دماغی کو انواع واقسام کی اشیاء اور منظران کے سامنے لانے اور حقائق اشیا کی معرفت کی طرف مائل کر دینے سے شاعرانہ خیالات اور مادہ کو بے انتہا ترقی بخشی۔ گو صلیبی لڑائیوں نے یورپ کے جاہلانہ جنگی جوشوں کو کم کر دیا۔ مگر شام مصر اور ایشیا کے میدان عیسائیوں کے واسطے فنون حرب کی تعلیم کے لئے دو سو برس تک مدرسہ کا کام دیتے رہے اور مسلمانوں سے انکے ہر قسم کے جنگی آلات کے دیکھنے اور اون کی نقل کرنے سے وہ اس وقت تک ترقی کے مالک ہو گئے۔ غرض صلیبی جنگوں نے یورپ کو اس ترقی کے معراج کا راستہ دکھلایا جسپر وہ آج ہم کو دکھلائی دیتا ہے اور ایشیا کو اس قعر تنزل کا جس میں وہ پڑا ہوا ہے یا بہ الفاظ دیگر اگرچہ اس وقت بظاہر یورپ نے اسلام کے مقابلہ میں شکست کھائی لیکن اصل میں اسی وقت سے یورپ کی ترقی اور اسلام کا تنزل شروع ہو گیا۔

مجاہدین صلیب کے واپس ہوتے ہی تمام یورپ کی سلطنتوں میں اصلاحی ہوا چلنے لگی یورپ کے لوگ اب جلد جلد جہالت سے نکلکر علم وہنر میں ترقی کرنے لگے سلطنتوں کی اصلاحیں ہونے لگیں۔ تجارت میں پیش قدمی شروع ہو گئی جس سے لوگ مالا مال ہو گئے برخلاف اس کے مسلمانوں میں اسی وقت سے تنزل کا دور دورہ شروع ہو گیا۔ اگرچہ اس کے بعد اتنا ضرور ہوا کہ ترکوں نے قسطنطنیہ کو فتح کر کے یونان سرویا۔ بلغاریہ رومانیا اور اٹلی کے بھی بعض حصص پر قبضہ کر لیا لیکن یورپ کی قومیں اس وقت تک کافی بیدار ہو چکی تھیں اور اونہوں نے اپنے ممالک کی کافی اصلاح کر لی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف تو آسٹریا کی سرحد پر پہونچکر ترکوں کی پیش قدمی رک گئی۔ دوسری طرف اٹلی کے مفتوحہ صوبے ان کے قبضہ سے نکل گئے۔

ادہر ترکوں کی فتوحات ابھی جاری ہی تھیں کہ دور مغرب کے عیسائیوں نے جو ترکوں کے گوشۂ چشم سے دور اور محفوظ تھے۔ کافی سے زیادہ ترقی کر کے اپنے ہمسایہ مسلمان سلطنت اندلس کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر کے اُسے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ یہ ہے یورپ کی ترقی اور پالیٹکس کا پہلا قدم جس میں اس کے خط وخال نمایاں نظر آتے ہیں۔

کس قدر حیرت کی بات ہے کہ یورپ کی وہی قومیں جو جہالت کے باعث آپس میں بات بات پر کٹ مرا کرتی تھیں صلیبی جنگوں کے بعد متحد ہونی شروع ہو گئیں اور مسلمان جن کا قانون ربانی اونہیں متحد رہنے کا حکم دیتا ہے آپس میں لڑنے مرنے لگے۔ جس کی پہلی مگر خوفناک سزا اونہیں اندلس میں ملی۔ لیکن اونہیں اس سزا سے کچھ تنبیہ نہ ہوئی بلکہ وہ اور بھی غافل ہوتے گئے۔

غرضیکہ صلیبی لڑائیوں سے عیسائیوں کی ترقی کی ابتدا ہوئی اور اُنہوں نے اپنے پالیٹکس کے مندرجہ ذیل اصول قرار دیئے (۱) اپنے ملک کی اصلاح۔ ملک کے مختلف فرقوں اور صوبوں کو متحدہ پلیٹ فارم پر لانا۔ (۲) ترقی تجارت۔ (۳) عیسائی ممالک کی ترقی کے لئے خفیہ انجمنیں قائم کرنا۔ اور اُن کو مدد دینا (۴) سفارتی تعلقات کا قائم کرنا (۵) تبلیغی مشنوں کا قیام (۶) عہدنامے۔ جو موقع مناسب دیکھکر فوراً توڑے جائیں (۷) صلیبی لڑائیوں میں ناکامی کا انتقام (۸) مسلمانوں پر غلط اتہام۔

اہلحدیث کا مذہب۔ [illegible]

AsliAhleSunnet.com

یہ آٹھ اصول قائم کرکے یورپ نے ترقی شروع کی اور انہیں میں نہ صرف اسلامی سلطنتوں بلکہ تمام مشرق کی تباہی کے اسباب مضمر ہیں۔ اس لئے ہم ان میں سے ہر ایک پر علیحدہ علیحدہ بحث کرکے انہیں دلائل سے ثابت کرتے ہیں۔ بعونہ تعالےٰ۔

(۱) یورپین سلطنتوں کی اندرونی اصلاح

ہم پیچھے بیان کر چکے ہیں کہ جب صلیبی مجاہد یورپ کو واپس گئے تو وہ مسلمانوں سے بہت کچھ سیکھ چکے تھے۔ اُنہیں بہت کچھ آزادی کی ہوا بھی لگ چکی تھی ہر ایک کے دل میں جذبۂ آزادی کی چنگاری دہک رہی تھی۔ اونہوں نے اسی چنگاری سے اپنے اپنے ممالک میں ایک حرارت پیدا کردی۔ انگلستان نے خود سر شاہوں سے پارلیمنٹ قائم کرائی تو فرانس نے شاہی اقتدار کا خاتمہ کرکے جمہوری سلطنت قائم کرلی۔ اگرچہ یہ تبدیلیاں بیسیوں بلکہ سینکڑوں برسوں میں بتدریج واقع ہوئیں لیکن ان سب کا مخرج وہی جذبۂ آزادی تھا۔ ان ممالک کو بعض اوقات اپنے مختلف فرقوں اور صوبوں کو متحد کرنے کے لئے دیگر ممالک سے لڑائیاں بھی لڑنی پڑیں جیسا کہ سلطنت جرمنی کو اس عروج پر پہونچانے کے لئے فرانس اور آسٹریا سے جنگ۔ اور بعض اوقات خود اپنے ہی اندر کے چھوٹے چھوٹے خودمختار صوبوں کو فتح کرکے اپنے ساتھ ملانا پڑا۔ اور ان کے باعث ان میں کئی بار خانہ جنگیوں کی نوبت بھی پہونچ گئی۔ کئی بار مسلسل مہیب ایسی جنگوں سے بھی واسطہ پڑا جن میں سے ایک "ہفت سالہ" جنگ کے نام سے مشہور ہے لیکن چونکہ ان جنگوں میں آزادی کا محبوب جذبہ کام کر رہا تھا اس لئے ان سے بجائے نقصان کے فائدہ ہوا۔ اور ہر ایک ملک کے مختلف صوبے متحدہ ہوکر زبردست سلطنت کی شکل اختیار کرتے گئے ترقی تعلیم کے سبب ان ممالک میں ایسے ایسے مدبر ہوتے گئے جن کی حسن تدبیر سے انہیں عروج نصیب ہوا

(۲) تجارت

تجارت کے شوق میں ہر ایک سلطنت میں مختلف سرمایہ داروں نے کمپنیاں بنائیں۔ جہازوں کے بیڑے تیار کئے۔ اور دور دراز ملکوں سے تجارت کرکے ملک کی دولت میں اضافہ کرنا شروع کیا۔ تجارت نے آخر کار اس قدر روپیہ میں اضافہ کردیا کہ اُسے اپنے ملک میں لگانے کی جگہ نہ رہی۔ اس سے دیگر ممالک میں کارخانے کھولنے کی تحریک ہوئی۔ سلطنتوں نے تجارت کی سرپرستی کی۔ اور آخر یہی تجارت فتح ممالک کی کلید ثابت ہوئی۔ ہر ایک ملک میں حفاظت تجارت کیلئے سفارتخانے قونصل خانے قائم کئے گئے۔ جہاں بیٹھکر ریشہ دوانیوں کے جال پھیلائے گئے اور آخر اُن ملکوں پر قبضہ کرلیا۔ طرابلس کے قبضے کے لئے اٹلی کو یہی بہانہ ہاتھ آیا کہ ہماری تجارت کی ترقی میں رکاوٹیں ڈالی جاتی ہیں۔ ہندوستان بھی انگلستان کے لئے دراصل تجارت کا نفع ہے۔

(۳) خفیہ انجمنیں

پہلے پہل خفیہ انجمنیں اپنے اپنے ملکوں کو دوسروں کی حکومت سے آزاد کرانے کے لئے قائم کیگئیں اٹلی۔ یونان۔ سرویہ۔ وغیرہ انہیں خفیہ انجمنوں کے صدقہ میں آزاد ہوئے۔ ان خفیہ انجمنوں کی مدد پر بڑے بڑے بادشاہ آمادہ رہتے ہیں متمول قومیں روپے سے ان کی مدد کرتی ہیں۔ سرویہ کی خفیہ انجمن کا زار روس بھی مددگار تھا۔ لیکن اب یہ خفیہ انجمنیں خصوصاً روم کی عیسائی خفیہ انجمنیں قتل و غارت سے ملک میں بدامنی پھیلاتی ہیں۔ چنانچہ آجکل بھی مقدونیہ میں آئے دن بمب کے پھٹنے سے قتل کے واقعات کثرت سے سننے میں آتے ہیں۔ ان قتل و غارت سے اُن کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ اُن کے مددگاروں کو دخل دینے کا موقع ملے۔ اور وہ ترکوں کو یورپ سے بیدخل کردیں۔

(۴) سفارتخانے

سفارتخانوں کا اصل مطلب تو ملکی معاملات اور آپس کے تعلقات کا استحکام اور دوسرے ملکوں میں اپنی تجارت اور دیگر اغراض و مقاصد کی حفاظت ہوتا ہے اور تمام عیسائی ممالک کے سفیر اپنی ہم مذہب سلطنتوں میں تو قریب قریب یہی کام کرتے ہیں۔ لیکن اسلامی ممالک میں قدم رکھتے ہی اُن کے مقاصد میں توسیع ہوجاتی ہے۔ وہ وہاں کے بااثر حلقوں میں رقابت پیدا کرتے ہیں۔ وہاں کے باشندوں میں پھوٹ ڈلواتے ہیں یہاں تک کہ اس ملک میں بدامنی اور خانہ جنگی پھیل جاتی ہے۔ اس خانہ جنگی میں ایک فریق کے طرفدار بنکر اس ملک کے اندرونی معاملات میں دخل دیتے ہیں جو فریق ان پر بھروسہ کرتا ہے اس کی مدد کے بہانے سے ملک میں اپنی فوج اوتار دیتے ہیں اور بہانہ یہ کرتے ہیں کہ تجارت خطرہ میں ہے۔ جب اس ملک کے دونوں فریق آپس کی خانہ جنگی سے کمزور ہوجاتے ہیں تو یہ اس ملک پر قبضہ کرلیتے ہیں۔ ایران اور مراکش اس کی نظیریں موجود ہیں۔

(۵) تبلیغی مشنیں

ظاہر میں تو ان مشنوں کا کام تبلیغ دین عیسوی ہے لیکن یورپ کی سلطنتیں اپنے فتوحات ملکی میں مشنریوں سے بہت کچھ کام لیتی ہیں۔ مشنری جس ملک میں جاتے ہیں وہ ملک گیری کا راستہ صاف کردیتے ہیں۔ اور اس ملک کا کوئی وحشی اگر اپنی جہالت کے سبب کسی مشنری کو مار ڈالے تو پھر کسی بہانہ کی ضرورت نہیں۔ یہی جرم کافی ہے کہ چونکہ فلاں پادری صاحب قتل کر دیئے گئے اس لئے اس ملک کا انتظام درست نہیں ملک میں بدامنی ہے۔ بس رپورٹر جھٹ تار کے ذریعہ اس خبر کو تمام مہذب دنیا میں پھیلا دیتے ہیں۔ اگر کوئی ایسا موقع میسر نہ ہوا تو پھر ہسپتال اور سکول کھولے جاتے ہیں۔ جن سے خوب مطلب نکالے جاتے ہیں غریب باشندوں کے خیالات میں مذہب سے نفرت پیدا کی جاتی ہے۔ اور باقی کا کام "علمبرداران تجارت" اور خفیہ سوسائٹیوں پر چھوڑا جاتا ہے۔ یورپی روم میں اس کی نظیریں موجود ہیں۔

(۶) عہدنامے اور دوستی

یورپ کے عہدنامے کیا ہیں بقول پیٹر اعظم (زار روس) "وعدے توڑنے کے لئے ہوتے ہیں" مشہور شاعر متنبی کا یہ شعر شاید یورپین سلطنتوں کے وعدوں کے حق میں ہے ؎

اذا عدت حسنا وفت بعدها
فمن عهد ان لا يدوم لها عهد

یورپ کی دوستی سب مطلب کی۔ وعدے سب جھوٹے اور موقع مناسب کی تلاش کے لئے عہدنامے سب فضول۔ مسلمانوں کی تمام سلطنتیں اس دوستی۔ ان وعدوں اور عہدناموں کی نذر ہوگئیں۔ مسلمان بیچارے

ا؎ جب کوئی محبوبہ وعدہ خلافی کرے تو وعدہ خلافی نہ سمجھ بلکہ دغا جان کیونکہ اوس کے وعدے میں یہ دخل تھا کہ میرا وعدہ پورا نہوگا۔

AsliAhleSunnet.com

ہے اور مشرق کے تربیت یافتہ جن کی
بن میں ہے وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ
مَسْئُوْلًا جن کے نزدیک عہد کرکے توڑ نا مر جانے
سے بدتر۔ وہ بیچارے خبث مغرب کے جھوٹے وعدوں
کے حال میں پھنس جاتے چنانچہ فرانسیسی سفیر قسطنطنیہ
نے جو یادداشت ۱۸۶۹ء میں اپنے قائم مقام کے
نام لکھی تھی اوس میں وہ لکھتا ہے :۔

”ترکوں نے روسیوں کے وعدوں پر بھروسہ
کیا مگر آخر الذکر نے اون کو کمال بے ایمانی سے
توڑ دیا۔“

یہ تو ہے ایک عیسائی سلطنت کے وعدوں کا حال
ایک عیسائی کی زبانی۔ اب ترکوں کے وعدہ یا پابندیٔ
عہد کی مثال ان کے سخت ترین دشمن کی زبانی بھی سن
لیجئے ۱۸۷۸ء کی جنگ روم و روس کے آخر میں جب
صلحنامہ پر دستخط ہوئے تو روسیوں نے بہت خوشی
منائی اس پر کسی دوسری سلطنت کے سفیر نے روسی
سفیر متعینہ لنڈن سے متعجب ہو کر کہا تھا :۔

”مجھے کوئی وجہ نہیں دکھائی دیتی کہ تم لوگ کیوں
اس قدر خوشی ظاہر کر رہے ہو جس معاہدہ پر تم اس قدر
نازاں ہو رہے ہو وہ میری رائے میں ردی کاغذ سے
زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ بلکہ میرا خیال ہے کہ ترکوں نے
محض تمہیں دھوکا دینے کے لئے ہی اوس پر دستخط
کئے ہیں یہ ناممکن ہے کہ روسی فوج کے واپس ہٹتے
ہی ترک پھر اعلان جنگ نہ کر دیں اور جو ملک تم نے
اُن سے لئے ہیں اون پر قبضہ نہ کر لیں۔ جہاں تک
مجھے علم ہے کوئی عیسائی طاقت تو ایسے موقع کو کبھی
ہاتھ سے نہ جانے دے اور مجھے توقع نہیں کہ ترک
بھی اسے جانے دیں۔“

پرنس لیوبین روسی سفیر نے جواب دیا :۔

”تم ترکوں سے واقف نہیں۔ اس عہد نامہ کی بھی
ہماری نظروں میں ایک لاکھ سپاہیوں کے برابر
وقعت رکھتی ہے۔“

اسپر انگریز مورخ ایڈ منڈ اولیور لکھتا ہے :۔

”یہ ہے اعتماد اور بھروسہ جو خود روسی اپنے عثمانی
دشمنوں کے حلفیہ قول و قرار پر رکھتے ہیں۔“

؎ وعدے پورے کرو وعدوں سے سوال ہوگا۔

پھر یہی مورخ لکھتا ہے :۔

”ترکوں پر اکثر مصیبتیں دوسروں (عیسائی سلطنتوں) کی متواتر اور مسلسل بدعہدیوں سے وارد ہوتی رہی
ہیں مگر وہ اپنی طرف سے معاہدوں کی ایمانداری
سے تعمیل کرتے رہے ہیں۔“

واقعی اسلام اس وصف پر نازاں ہے کہ اس کے
پیرو ہمیشہ عہد کی پابندی کرتے رہے ہیں۔ گو انہیں
ان کے نباہنے میں اپنی سلطنت سے بھی ہاتھ دھونا
پڑا۔

حضرت امیر معاویہ کے زمانہ کا ایک واقعہ ہے کہ ہمسایہ
عیسائی سلطنت سے صلح کا عہد تھا لیکن دوران زمانہ
مندرجہ عہد نامہ میں امیر معاویہ نے کچھ فوج سرحد پر
جمع کرنی چاہی تو اس کے اپنی ہی لوگوں نے اس کو ملامت
کی۔ اور اس کو غدر قرار دیا۔ تو امیر موصوف نے ارادہ ملتوی کر دیا
وہ پاک زمانے گذر گئے اب تو یہ زمانہ ہے کہ عہد نامے
صرف ردی کاغذ کی وقعت رکھتے ہیں گویا کہ عیسائی
سلطنتوں کی تہذیب و تمدن کی بنیاد وہی معشوقانہ
انداز کے مشابہ ہے ؎

مامواعید ہا الا الاباطیل

ہم عیسائی سلطنتوں کے گذشتہ عہد شکنیوں اور
کارناموں کو کیا دیکھیں جنہوں نے ترکی سلطنت کو
کمزور کر دیا۔ ہم آپ کو گذشتہ سال کا ایک واقعہ
سناتے ہیں۔

ماہ جون ۱۹۱۱ء میں وزیر خارجیہ سلطنت اٹلی نے
ایک تقریر میں کہا کہ ہمارا ارادہ ہرگز یہ نہیں کہ ہم طرابلس
پر قبضہ کریں بلکہ ہم یورپ اور افریقہ کے ترکی علاقوں
کی حفاظت کے ذمہ وار ہیں۔ لیکن جب ترکوں نے
اُن کے وعدہ پر بھروسہ کرکے اپنی طرابلسی فوج کو یمن
کی طرف بھیجدیا تو اسی وزیر خارجہ نے طرابلس پر حملہ
کا اعلان کر دیا۔ اور مہذب عیسائی سلطنتوں نے
اس پر کوئی نوٹس نہ لیا بلکہ درپردہ اس کی مدد کی! ان اللہ

(۲) یہ سب لڑائیاں اور جنگ صلیبی لڑائیوں کا انتقام ہیں	غازی عبدالحمید خان ثانی سابق سلطان ترکی کہا کرتے تھے کہ یورپ ہم کو

؎ میری محبوبہ کے وعدے سب بے بنیاد ہیں۔

صلیبی لڑائیاں لڑ رہا ہے لیکن سیاست کے پردہ میں“
اور واقعی اس مرد دانا کا مقولہ بالکل سچ ہے عیسائی
سلطنتیں باوجود رقابت کے ترکوں کے خلاف متفق
ہو جاتی ہیں۔

اگرچہ اب تو عیسائی سلطنتوں کے بادشاہ تک بھی
کہنے لگ گئے ہیں کہ ہم صلیبی لڑائیاں لڑ رہے ہیں
لیکن ہم یہاں گذشتہ زمانہ کا ایک واقعہ نقل کر دیتے
ہیں۔

یونان کی بغاوت کے بعد جو تاجداران یورپ کی کانگریس
بمقام ویرونا منعقد ہوئی تھی اس میں زار روس کی تقریر
کے مندرجہ ذیل الفاظ ملاحظہ ہوں :۔

”ہم یہاں انگریزی۔ فرانسیسی۔ روسی۔ پرشوی یا آسٹرین
پالیسی پر غور کرنے کے لئے نہیں بلکہ کل کی سلامتی اور
بہتری کے لئے عام پالیسی کے تصفیہ کے لئے جمع ہوئے
ہیں اور اسی غرض کے لئے میں نے ”اتحاد مقدس“
کی بنا ڈالی ہے۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ ترکی کے برخلاف
مذہبی لڑائی لڑنے سے بڑھکر میرے اغراض اور میری
قوم کی اغراض کیلئے کوئی چیز موافق نہیں ہو سکتی۔“

اس کے بعد اٹلی کے طرابلس پر حملہ کے دوران میں
اطالیوں سے جو حرکتیں سرزد ہوئی ہیں اُن پر غور کرو
پھر شاہ مانٹی نگرو۔ زار بلغاریہ اور شاہ یونان کے
الفاظ پڑھو نیز اس پر قسیس اعظم برطانیہ کے یہ الفاظ
ایزاد کر دو کہ :۔

”مسلمانوں سے ہماری صفائی اس وقت تک
ناممکن ہے جب تک جامع ایا صوفیہ پر صلیب
کا جھنڈا نصب نہو اور مسیح کا مقدس شہر (بیت المقدس)
مسیحیوں کے قبضہ میں نہ آجائے“

خداوند تعالے کا قول سچ ہے۔ لَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۔

صاف معلوم ہوا کہ یورپ کی سلطنتیں اپنے خفیہ معاہدات
پر سو سو طرح سے تاویلات رکیکہ کے پردے ڈالیں لیکن
یہ تمام لڑائیاں جو ترکوں سے لڑی جاتی ہیں اصل میں
صلیبی لڑائیاں ہیں۔

ممکن ہے ناظرین یہ مضمون پڑھکر کہیں کہ یورپین
پالیٹکس کی جو شقیں ہم نے لکھی ہیں وہ نا مکمل ہیں

AsliAhleSunnet.com

اس لئے ہم خود ہی بتا دیتے ہیں کہ اس مضمون میں ہم نے زیادہ تر انہیں شقوں کو اختیار کیا جو اسلامی سلطنتوں کے تباہ کرنے میں برتی گئی ہیں۔ باقی باتوں کو عمداً نظر انداز کر دیا ہے۔ آئندہ جب یورپین تہذیب کی بے لاگ تاریخ لکھی جائیگی تو مورخ خود ہی ان پر بحث کریں گے ہمارے مختصر مضمون میں ان کی گنجائش نہیں۔

لیکن ہم مذہبی پہلو سے عیسائی دنیا سے ایک سوال کرنے کا حق رکھتے ہیں کہ جس مذہب کی اشاعت کے لئے وہ یہ سب کارروائیاں کر رہی ہے کیا اس کے نزدیک بھی اس کی اشاعت میں جھوٹ فریب (عیاری) ظلم و ستم ایسے تمام ناجائز اسلحہ کا استعمال کرنا جائز ہے؟ یا ناجائز۔ جائز ہے تو ایسے مذہب کے غلط ہونے میں کیا کلام؟ ناجائز ہے تو پھر مذہب کی آڑ کیوں؟ **آہ یورپ** کو نہیں معلوم کہ آئندہ زمانہ اوس کے لئے علمی مجالس میں کیا کیا رائیں دیگا ؎

ستبدی لک الایام ما کنت جاہلا
ویاتیک بالاخبار من لم تزود

(زمانہ جو بے دام تیرا نوکر ہے تجھکو ایسے ایسے واقعات بتلا دیگا جو تو اس وقت نہیں جانتا)

دنیا میں قومی ناموس اور عزت کے علاوہ مذہبی خیال کے مطابق جب ہم اوس دن کا تصور کرتے ہیں جسکا تصور سب نبیوں نے کرایا ہے تو حیرت ہوتی ہے کہ یورپ اتنے ایشیائی مظالم کو کیونکر چھپا سکیگا آہ ؎

عجب مزا ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ
وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کیلئے

جنگ ترکی و اٹلی حصہ اوّل } یہ علاوہ سرورق ۱۱۲ صفحہ کی کتاب ہے جس میں طرابلس کی تاریخ جنگ ترکی و اٹلی پر انگریزی اخبارات کی رائیں، جنگ کی برقی خبریں، عرب اخبارات مصر وغیرہ کے نامہ نگاروں کے چشم دید جنگ کے حالات اور ترکوں عربوں کے وہ بہادرانہ کارنامے مفصل درج ہیں جو مارچ ۱۹۱۲ء تک طرابلس میں وقوع پذیر ہوئے قیمت ۸/ ملنے کا پتہ:۔ منیجر ضیاء الاسلام مرادآباد

ابتداء جنگ سے آجتک کے حالات
و تار برقی خبریں

اعلان جنگ۔ روما دار الخلافہ اٹلی سے خبر آئی کہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۱ء کی رات کو وزیر خارجہ اٹلی نے قسطنطنیہ کو ایک تار روانہ کیا کہ طرابلس کی بدنظمی کی فہمائش پر توجہ نہیں ہوتی لہذا ہم نے طرابلس اور (برقہ) پر قبضہ کرنے کا تصفیہ کر لیا ہے ۲۴ گھنٹہ میں جواب مطلوب ہے۔

اعلان جنگ کا جواب۔ ۲۹ ستمبر ۱۹۱۱ء لندن۔ مطابق ۲ شوال (۱۳۲۹ھ) قسطنطنیہ سے خبر آئی کہ گورنمنٹ ترکی نے مطالبات اٹلی سے انکار کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

(" ") **قبضہ طرابلس کا حکم** روما سے خبر آئی کہ سرکاری طور پر اعلان ہوا کہ چونکہ ترکی نے اٹلی کے مطالبات منظور نہیں کئے اسلئے آج سے دونوں ملکوں (ترکی اور اٹلی) میں جنگ ہے۔

(" ") (از میلان اٹلی) اٹلی کے جنگی بیڑے کو طرابلس کے ساحل پر قبضہ کر لینے کا حکم ہوا۔

(۳۰ ") (مطالبہ حوالگی قلعہ جات) ۲۹ ستمبر کو ایک اطالین افسر ایک تباہ کن کشتی سے سہ پہر کے وقت سفید جھنڈا دکھا کر اترا جس نے ترکی افسر سے قلعوں کی حوالگی کا مطالبہ کیا اسنے انکار کر دیا۔

(یکم اکتوبر ۱۹۱۱ء۔ لنڈن) طرابلس پر گولہ باری:۔ طرابلس کے ایک تار سے جو پیرس سے ہو کر آیا تھا معلوم ہوا کہ اطالین جنگی جہاز ۳۰ ستمبر کی صبح سے گولہ باری کرنے لگ گئے تھے۔

(۳۔ " ") انور بے کی روانگی:۔ قسطنطنیہ سے خبر آئی کہ میجر انور بے لیڈر انقلاب ترکی مصر کے راستے طرابلس کے اندرونی علاقہ میں جا رہے ہیں تاکہ وہاں جنگ کے لئے تحریک پیدا کریں۔

(۵ " ") ترکوں نے قلعے خالی کر دیئے۔ ۴۔ اکتوبر کو طرابلس کے ساحل پر اطالین جہازوں کی گولہ باری ہوتی رہی۔ ترکوں نے قلعے چھوڑ دیئے۔

(۸۔ اکتوبر ") طرابلس کا جنگی قانون:۔ خبر آئی کہ اطالین ایڈمرل بوریا ڈالمو گورنر طرابلس نے جنگی قانون کے نفاذ کا اعلان کر دیا۔

(" " ") ترکی فوج کے مورچے:۔ ترکی فوج طرابلس کو خالی کر کے طرابلس سے پانچ میل کے فاصلہ پر مستحکم کوہستانی مقامات میں مورچہ بندی ہو گئی۔

(۹ " ") شہر توبرک پر اطالوی قبضہ:۔ مختلف اخباروں نے بیان کیا کہ اطالوی جنگی بیڑے سے ایک سو سے زائد بحری سپاہیوں نے اتر کر شہر پر قبضہ کر لیا۔ ترکی دستہ فوج نے خفیف مقابلہ کیا۔ پھر خبر آئی کہ اطالوی اس شہر کے قبضہ پر بڑے نازاں ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم کو یہ ایسا مقام ملا ہے جو مالٹا اور برنڈزی کی نظیر ہے۔ تمام تجارتی راہوں کے سرے پر واقع ہے اور نہر سویز بالکل قریب ہے۔

(۱۲ " ") ترکی افسر طرابلس کے ارادے:۔ پھر خبر آئی کہ منیر پاشا ترکی سپہ سالار طرابلس کے عقب کی پہاڑیوں پر فوجیں جمع کر رہا ہے ۲ ہفتہ تک کی رسد اوس کے پاس ہے وہ اطالوی پیش قدمی کو روکتا ہوا بتدریج پیچھے ہٹے گا اور ٹیونس کی طرف چلا جائیگا۔

(۱۳ " روما) اطالوی سپہ سالار کا اعلان:۔ اطالوی سپہ سالار نے پھر یہ اعلان طرابلس میں جاری کیا کہ میں یہاں کے باشندوں کو غلام بنانے نہیں آیا بلکہ اون کو اپنے ملک کا مالک بنانے آیا ہوں۔

(" " طرابلس) اندرون طرابلس میں فوج کشی:۔ تار آیا کہ جنرل کنیوا اندرون ملک پر چڑھائی کرنے کا سامان کر رہا ہے اور آئندہ ہفتہ میں روانہ ہوگا۔ ایک مہینہ کا سامان رسد اوس کے ہمراہ ہوگا۔

(۱۷۔ لنڈن) ترکی و اطالوی مٹ بھیڑ:۔ طرابلس کے ایک تار سے پتہ لگا کہ ترکی جمعیت کے دو دستوں نے دو توپوں کے ساتھ ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۱۱ء کی رات کو اطالیوں کے مورچوں پر بمقام جاہات بو میلیا نا حملہ کیا۔ ایک اطالوی زخمی ہونے کے بعد دو اطالوی رجمنٹوں نے گولیوں کی بوچھاڑ سے ترکوں کو پسپا کر دیا۔

(۱۸۔ لنڈن) اطالوی ہوائی جہاز:۔ خبر آئی تھی کہ چار ہوائی جہاز اٹلی کی طرف سے طرابلس پہنچ گئے جنہیں جنگ میں استعمال کیا جائیگا

(۱۹۔ لنڈن) حمص پر چڑھائی:۔ طرابلس سے بنغازی

بنوانے شہر حمص پر (جو بندر طرابلس سے
میل پر ہے) قبضہ کرنے کیلئے فوجیں معہ جنگی
جہازاون کے ساتھ دیئے۔

پھر خبر آئی کہ اطالین سپاہ نے حمص پر قبضہ کرکے
ایک گورنر مقرر کر لیا۔ اور ترک پہاڑیوں میں منتشر
ہو گئے۔

(۲۱ ،،) بنغازی پر اطالوی قبضہ:۔ خبر آئی کہ اطالویوں
نے بنغازی پر قبضہ کر لیا ہے اس مقام پر قبضہ
کرنے کے دوران میں ان کے جنگی بیڑے کے ۲۲
بحری سپاہی کام آئے۔

(۲۲ ،،) پھر خبر آئی کہ بنغازی کی گولہ باری میں دوسو
ترک شہید ہوئے بحری سپاہ کے علاوہ اطالوی فوج
کے سو آدمی اور مرے اور ۱۶ زخمی ہوئے۔

(۲۴ ،،) بنغازی پر گولہ باری:۔ خبر آئی کہ بنغازی
پر گولہ باری سے سخت نقصان ہوا۔ کئی جانیں ضائع
گئیں برٹش کونسل خانہ کو سخت صدمہ پہونچا۔ برطانوی
قونصل زخمی ہو گیا۔

(۲۴ ۔ روما) بنغازی پر سخت مقابلہ:۔ بنغازی کی
لڑائی نہایت سخت تھی چھ سو باقاعدہ ترکی فوج
کو پانچ ہزار عربوں نے مدد دی تھی چارسو مقتولین
اور بارہ سو مجروحین کا نقصان مسلمانوں کا ہوا۔

(۲۵ ،،) طرابلس میں اٹلی کے مظالم:۔ خبر آئی کہ اٹلی
کی فوج نے بہت سے باشندوں کو جن کے پاس
ہتھیار دیکھے گولیوں سے مار ڈالا۔

(،، ،،) اطالین سخت نقصان:۔ اطالوی سپاہ
کا ۲۳ اکتوبر ۱۹۱۱ء کو بہت بھارا نقصان ہوا۔ کیونکہ
جن عربوں کو اطالوی اپنا تابع سمجھے بیٹھے تھے انہوں نے
ہی عقب سے اطالویوں پر حملہ کر دیا دو اطالوی افسر
مقتول اور دس زخمی ہوئے۔ فوج کے مقتولین کا
اندازہ کچھ نہ بتلایا۔

(۲۶ اکتوبر) کو خبر آئی کہ طرابلس سے متصل
ایک نخلستان کے قریب ایک قصبہ میں
عرب گرفتار کئے گئے۔ پھر خبر آئی کہ شہر طرابلس میں
کورٹ مارشل جاری کیا گیا اور بیس اسیر عربوں کو گولی
مار دی گئی۔

۲۶ ،، کو اٹلی نے طرابلس کے الحاق کا اعلان کیا دیگر
آج کامل ایک سال گذرنے پر بھی کنارہ پر فروکش ہے)

۲۷ ،، کو اٹلی والوں نے اندرون علاقہ ملک طرابلس
میں فوج کشی کرنے کا اعلان کیا (۲۶ کو الحاق طرابلس
اور ۲۷ کو فوج کشی کا ارادہ چہ خوش)

۲۵ ،، کو غازی انور بے کے مصر سے گذر کر طرابلس میں
پہونچ جانے کی خبر آئی (انگلیاں سر والے اٹھاتے ہیں کہ وہ آئی
ہیں)۔

۳۰ ،، کو معمولی عربوں اور اٹلی لڑائیوں کی خبر آئی۔

،، ،، کو ایضاً عربوں کے مع فرزندو زنان قتل عام ہونے
کی خبر آئی (کیا تہذیب ہے)

۳۱ ،، کو آٹھ سو عربوں کے قید اور جلاوطن ہونے
کی خبر آئی۔

،، ،، کو اطالیس نقصانات جانی اور مالی کی تفصیل آئی

یکم نومبر کو خبر آئی کہ بادشاہ اٹلی نے زخمیوں کے لئے
ایک معقول رقم دیکر فہرست چندہ کھولی ہے۔

،، ،، کو اٹلی کے مظالم پر یورپ میں نفرت اور لعن طعن
ہونے کی خبر آئی۔

،، ،، اٹلی سے ترکی مجمع الجزائر پر حملہ کرنے کی طیاری
کی خبر آئی۔

،، ،، کو ایک اطالوی غبارہ بازنے ترکی کیمپ میں
بمب کے چار گولے پھینکے۔

۲ ،، کو ترکوں کے گولے پھینکنے کی خبر آئی۔

۲ ،، کو اٹلی والوں نے قتل عام کی تردید کی۔

۳ ،، اطالوی جہازات نے طرابلس کے بندرگاہ
چھوڑ دیئے (صنعت جنگ)

۴ ،، اٹلی والوں نے مزید فوج طلب کی

،، ،، بابعالی نے قتل عام پر دول یورپ کو توجہ دلائی

۵ ،، کو ترکوں کی فتح کی خبر آئی اطالوی فوج کو نخلستان
سے نکالکر سمندر کے کنارہ تک پہونچا دیا۔

،، ،، کو اطالوی فوج میں ہیضہ پھوٹنے کی خبر آئی۔

،، ،، کو اٹلی کے قتل عام کی تصدیق آئی۔

،، مزید اٹلی فوج پہونچنے کی خبر۔

۶ نومبر کو ترکوں کی فتح اور اطالیوں کی شکست کی
خبر آئی پانچ چھ ہزار اطالوی مقتول اور مجروح ہوئے

ترکوں نے دو قلعوں پر قبضہ کر لیا۔

۶ نومبر۔ اٹلی نے طرابلس کے الحاق کی تصدیق دول
یورپ سے چاہی۔

۷ ،، جنرل کینوا (اطالوی افسر) بدستور سپہ سالار
رہیگا۔

۸ ،، کو پندرہ ہزار اطالوی فوج نے بڑی سختی سے حملہ
کیا سخت لڑائی کے بعد قلعہ حمیدیہ ترکوں سے چھین لیا

۱۰ ،، کو عربوں نے اطالیوں پر حملے کئے۔

۱۱ ،، کو خبر آئی کہ آج طرابلس میں سات گھنٹے سخت لڑائی
ہوئی۔ قلعہ حمیدیہ باوجود جان توڑ کوشش کے ترک
واپس نہ لے سکے۔

۱۲ ،، ۱۰ نومبر کو جو لڑائی ہوئی وہ نہایت شدت کی تھی
ترکوں عربوں کے دو سخت حملے پسپا کئے گئے۔

۱۵ ،، کو ترکی اٹلی افواج کے باہمی حملوں کی خبر آئی۔

،، ،، کو خبر آئی کہ طرابلس میں موسلادھار بارش ہو رہی ہے

۱۸ ،، کو خبر آئی کہ بارش کا شدید سیلاب ترکوں
اور اطالویوں ہر دو کو ان کے مورچوں سے بہا لے گیا
اور اطالوی جہاز بھی طرابلس سے اپنے لنگر اٹھا کر طرابلس
کے سامنے سے ہٹنے پر مجبور ہوئے۔

۲۴ ،، کو خبر آئی کہ چھ روز تک اٹلی بحیرہ قلزم میں جہاز
مدینہ (جس پر شاہ حجاج ہمو تہ تاج پوشی ہندوستان
تشریف لائے تھے) کے گذرنے کے ایام میں اٹلی جنگی
کارروائی ملتوی رکھیگی۔

۲۶ ،، کو طرابلس و درنہ پر سخت لڑائی ہونے اور پچاس
اطالویوں کے نقصان کی خبر آئی۔

۲۷ ،، کو خبر آئی کہ ۲۶ کو اطالویوں نے حملہ کرکے طرابلس
کے قریب دو بیرونی قلعے چھین لیے۔ اور اون کو فیصلہ کن
فتح ہوئی ترک پسپا ہوئے۔

۲۹ ،، کو خبر آئی کہ اطالویوں نے بنغازی میں عربوں
پر چھاپہ مارا۔ دیر تک لڑائی سخت ہوئی۔ عربوں کا تو بالکل
صفایا ہو گیا اطالویوں کے صرف بارہ مقتول اور تیس
زخمی ہوئے۔ (مہذب گپ)

۲ دسمبر۔ یکم دسمبر کو اطالویوں نے عربوں ترکوں کو
پسپا کیا اطالوی نقصان ۸ مقتول اور ۱۷ مجروح

۳ دسمبر۔ ایک ہزار ترکوں عربوں نے ۲ دسمبر کو درنہ پر

AsliAhleSunnet.com

حملہ کیا۔ مگر اطالین توپخانے نے ان کو پسپا کر دیا۔
۵۔ دسمبر۔ اطالیوں نے عین زارہ پر قبضہ کر لیا اور ۲ توپیں اور گولی بارود اُن کے قبضہ میں آیا اطالیوں کا نقصان ایک سو سے کم مگر ترکوں کا نقصان کئی سو تک ہوا۔
۶ " زنزارا سے پانچ میل کے فاصلہ پر تین ہزار عرب اور ترک مقابلہ پر آئے مگر اطالوی توپخانہ پہونچنے پر وہ بہت سا سامان چھوڑ کر بھاگ گئے۔
۹ " اطالیوں نے لڑائی کے موقع پر ترکوں عربوں کو محاصرہ میں لینے کی کوشش کی لیکن وہ بھاگ گئے ان کے دو مورچے تباہ کئے گئے اور بہت سے آدمی شہید اطالوی صرف دو مقتول۔ (سفید گپ)
۱۴ " اطالوی پیش قدمی کر کے بندر تاجورا پر قابض ہو گئے بہت سے عربوں نے اُن کی اطاعت قبول کر لی۔ (مہذب فریب)
۲۱ " ۱۹ دسمبر کو اطالوی فوج نے ترکوں کو جو عین زارہ کے دوسری طرف نخلستان میں مقیم تھا حیرت میں ڈالنے کی کوشش کی لیکن ان کی تعداد امید کے خلاف زیادہ یعنے تین ہزار نکلی۔ تمام شب جنگ جاری رہی آخر کار دشمن پسپا ہو گیا اطالوی ۶، مرے۔
۲۲ " ۱۶ دسمبر کو دو ہزار ترکوں نے درنا میں اطالویوں پر جب وہ اپنی حفاظت کا سامان کر رہے تھے دو حملے کئے۔ سخت لڑائی ہوئی اطالویوں کو بار بار کمک منگوانی پڑی۔ تین اطالوی مقتول اور ۴۲ مجروح ہوئے۔
۲۲ " مقام طبروق میں ۲۲ دسمبر کو چھ گھنٹے لڑائی ہوتی رہی۔ اطالوی جنگی جہاز بھی حصہ لیتے رہے اطالویوں کے سات مقتول۔ (کیوں نہو۔ چھ گھنٹے تک لڑائی میں مقتولین)
۵۔ جنوری۔ خبر آئی کہ اخبار ٹائمز کے نامہ نگار متعینہ سالونیکا نے اطلاع دی ہے کہ مجھے کامل یقین ہے کہ اٹلی و ترکی کے مابین صلح کی عام شرائط طے ہو چکی ہیں اور عنقریب جنگ و جدل کا خاتمہ ہو جائیگا۔
۸ " ترکوں کے مضبوط دستہ فوج نے اطالیوں پر جبکہ وہ مسں میں دمدمے اور خندقیں بنانے میں ۵ جنوری کو مصروف تھے حملہ کیا۔ تین گھنٹہ تک لڑائی ہوئی۔ حملہ آور پسپا ہوئے۔ اطالوی فوج کے اکیس سپاہی زخمی ہوئے۔
۱۱ " خبر آئی کہ کل کنفوڈا کے قریب اطالوی تباہ کن جنگی جہازوں نے سخت جنگ کے بعد سات جنگی کشتیوں کو غرق کر دیا۔
۱۹ " خبر آئی کہ کل درنہ میں بہت سخت لڑائی ہوئی ترکوں نے اطالویوں پر حملہ کیا۔ اطالوی کوہی توپخانہ کی مدد سے ایک تنگ قطعہ قریب کی بلندیوں پر قابض ہو گئے۔ ایک سو ترک شہید اور چند اطالوی مقتول
" " خبر آئی کہ کل بمقام عزاعزیش ترکوں پر جو قلعے بنا رہے تھے حملہ کیا۔ اطالیوں نے ترکوں کو پسپا کر دیا۔ پچاس اطالوی مقتول۔
۲۱ " چار سو ترکوں اور عربوں کے بنغازی پر حملہ کرنے کی خبر آئی
۲۲ " اطالیوں نے پھر عزعزیش پر قبضہ کر لیا۔
۲۳ " اطالیوں نے سواکم اور صدیدہ کے درمیان تار کاٹ ڈالی۔
۲۹ " عربوں نے طرابلس کے باہر کے اطالوی مخالفین پر حملہ کیا۔
۲۔ فروری۔ اطالوی جنگی جہازوں نے ساحل یمن پر گولہ باری کر کے طبع آزمائی کی چند عمارات ساحلی گرا کر آخر کار چپکے سے چلے آئے۔
" " اطالیوں کے ہوائی جہازوں نے ترکوں عربوں پر گولہ باری کی۔ ترکوں کی گولیوں سے ہوائی جہاز کا کپتان زخمی ہوا۔
۳ " کو ترکوں نے بنغازی پر حملہ کیا۔
۳ " اطالیوں نے بندرگاہ جنبیہ پر گولہ باری کی ایک سو پچاس گولے پھینکے جن سے دو خیموں میں آگ لگی اور ایک بکرا بھی مرا (کیوں نہو نزلہ بر عضو ضعیف میریزد)
۶ " وحشت ناک خبر آئی کہ موسم حج ختم ہونے پر جدہ اور ینبوع کے راستے اٹلی بند کر دیگی (مگر شیر برطانیہ کی ایک گھرکی سے اٹلی کے ہوش اڑ گئے اور یہ ارادہ اوسنے فسخ کر دیا)۔
۱۳ " کو عربوں نے درنہ پر تین شدید حملے کئے
۲۳ " کو وزیر اعظم اٹلی نے اپنی پارلیمنٹ میں مسودہ الحاق طرابلس پیش کیا جس کو ممبران نے بلا مخالفت نو ممبران بڑی خوشی کے ساتھ منظور کر (یہ نو ممبران بڑے دانا ہونگے غالباً وہ جانتے ہونگے یہ الحاق محض کاغذی ہے جسکا نتیجہ شیر قالین کی طرح ہے۔)
۲۶ " ترکی گورنمنٹ نے تمام اطالی رعایا کو جو قلمرو ترکی میں بغرض کاروبار رہتی ہے پندرہ روز کے اندر اندر نکل جانے کا حکم صادر فرمایا۔
۲۸ " کو سخت لڑائی کی خبر آئی۔
یکم مارچ کو ۲۸۔ فروری کی لڑائی کے حالات تھے
۴ " ترکوں، عربوں نے درنہ پر بڑے زور سے حملہ کیا۔
۵ " کو اٹلی کے امیر البحر آوبری کے یکایک مرنے کی خبر آئی۔
۵ " ترکوں عربوں نے مرغاص کی چوکیوں پر سخت حملہ کیا
۱۳ " ترکوں نے ایک نئے قلعہ پر جو اٹلی والوں کا زیر تعمیر تھا حملہ کیا سخت لڑائی ہوئی۔
" " بنغازی میں سخت لڑائی ہونے کی خبر آئی
۱۴ " شاہ اٹلی پر حملہ ہونے کی خبر آئی مگر مرا نہیں قاتل گرفتار ہوا۔
۱۹ " اٹلی نے دول یورپ سے درخواست کی کہ ترکی فوجیں طرابلس سے بلا لیجاویں۔ (معقول فرمایا ہے)
۲۴ " عاصم بے ترکی وزیر خارجہ نے ریاستہائے بلقان کی بابت اطمینان ظاہر کیا (افسوس یہ اطمینان صحیح ثابت نہوا۔ اکتوبر کے دن بلقان میں بھی جنگ شروع ہو گئی۔ انا للہ)
" " وزیر خارجہ ترکی نے مصالحت کی گفتگو پر آمادگی ظاہر کی بشرطیکہ الحاق طرابلس کا مطالبہ نہو۔
۹۔ اپریل۔ طبروق کے ترکی کمانڈر ادہم پاشا نے قاہرہ آکر بیان کیا کہ طرابلس میں دس ہزار ترکی سپاہ موجود ہے اور دو لاکھ عرب اون کے مددگار ہیں۔
۱۲ " طرابلس میں ۱۰۔ اپریل کو جزیرہ نمائے متابعض کے مقام بوجلہ پر اطالویوں نے بلا مزاحمت قبضہ کر لیا
۱۸ " اطالین بیڑہ دردانیال میں داخل ہوا جس سے ایک جہاز ڈوب گیا۔

AsliAhleSunnet.com

۲۳ ۔ ؍ کو انور بے کی ایک زخم کی وجہ سے مرنے کی خبر آئی ۔ (بنصیب اعدا)

۲۷ ؍ اخبار کامریڈ کے دریافت کرنے پر قسطنطنیہ سے خبر آئی کہ میجر انور بے زندہ سلامت ہیں۔

۸ ۔ مئی ۔ جزیرہ روڈس پر حملے اور قبضہ کرنیکی خبر آئی

۱۴ ؍ کو خبر آئی کہ ترکی جزائر یاکسو ۔ سمر جانٹو ۔ پسکوپیہ ۔ نسارہ ۔ کلمنو ۔ لیرس اور پاٹمس پر بھی اطالوی قبضہ ہوگیا۔

۱۴ ؍ کو انور بے کا پیغام آیا کہ تمام ترکان طرابلس نے آخر دم تک مقابلہ کا عزم بالجزم کرلیا ہے۔

۱۷ ؍ روڈس میں لڑائی ہونے کی خبر آئی۔

۱۸ ؍ جزیرہ روڈس کے ترکی گیرزن (فوجی رسالہ) کے مطیع ہونے پر روما میں خوشی منائی گئی اور قیدیوں کی تعداد بتلائی گئی۔

۲۱ ؍ اطالوی فوج کے جزیرہ توس پر قبضہ کرنے کی خبر آئی

۹ جون ۔ عرصہ تک خاموشی کے بعد اب پھر خبر آئی کہ اطالیوں نے طرابلس میں حملہ آوری شروع کی لڑائی سخت ہوئی ۔ (مگر مرا صرف صاحب بہادر کا ایک کتا)

۱۵ ؍ بقول جنرل کانیوا طرابلس سے دس میل کے فاصلہ پر مقام زنزور میں جو لڑائی ہوئی وہ ہفتہ کے روز تمام دن جاری رہی۔

۱۳ ؍ ترکوں عربوں نے مقام حمص پر اطالیوں پر حملہ کیا لڑائی ہوئی۔

۲۸ ؍ بوقیص میں سخت لڑائی ہوئی۔

۲۹ ؍ سیدی سعید میں اطالوی فتح کی خوشی روما میں منائی گئی۔

۹ جولائی ۔ خبر آئی کہ اطالیوں نے مسرتہ پر شدید مقابلہ کے بعد قبضہ کرلیا۔

۱۵ ؍ اطالیوں کے سیدی علی پر قبضہ کرنے کی خبر آئی

۱۹ ؍ آٹھ اطالین تارپیڈو کشتیوں نے قلعہ پر حملہ کیا ترکی قلعوں نے مقابلہ پر توپیں چلائیں تو دو اطالوی کشتیاں غرق ہوگئیں۔

۳۱ ؍ عثمانی پارلیمنٹ میں کثرت رائے سے یہ بات طے پائی کہ ہم قطعی طور پر جنگ کو اس وقت تک جاری رکھیں گے جبتک کہ ترکی حقوق کے مناسب و موزوں شرائط طے نہ ہو جائیں۔

۱۶ ۔ اگست ۔ اطالیوں نے زوارہ سے پیش قدمی کی تک اہم پہاڑیوں پر قبضہ کرکے سرحد ٹیونس سے رسد کی آمد روک دیں اسپر سخت لڑائی ہوئی۔

۵ ۔ ستمبر ۔ جنگ کا حصہ اول ختم ہوچکا یعنے راس مقابضہ سے طبروق تک ساحل کی پٹی پر اٹلی کا موثر قبضہ ہوگیا اب اٹلی نے دو کمانیں ایک طرابلس ۔ دوسری سائرنیکا (بنی غازی) میں قائم کرنیکا فیصلہ کیا ہے ۔ جنرل کانیوا سپہ سالاری سے سبکدوش ۔ انکی جگہ جنرل راگنی طرابلس میں اور جنرل بریکولا بنی غازی میں اعلے افسر مقرر ہوئے ہیں۔

۸ ستمبر ۔ ۱۷ ۔ ستمبر کو درنہ میں عربوں نے نہایت تیز و تند حملے یکے بعد دیگرے کئے دشمن کو پسپا کر دیا گیا۔

۲۱ ۔ ستمبر ۔ اطالیوں نے طرابلس میں ، اگھنٹے کی سخت لڑائی کے بعد نخلستان زنزور پر قبضہ کرلیا۔

۲۲ ستمبر ۔ خبر آئی کہ معرکہ زنزور میں اطالویوں کی حالت نہایت نازک ہوگئی ۔ ترکوں عربوں کے دھاوے اطالوی افواج کا ناک میں دم آگیا اور توپچی بھی سنگینوں سے مقابلہ کرنے پر مجبور ہوگئے۔

۳۰ ۔ ستمبر ۔ ترکوں عربوں نے شنبہ گذشتہ کو اطالیوں کی پوزیشن پر حملہ کیا ۔ لیکن شدید نقصان کے ساتھ پسپا کردیا گیا۔

۸ ۔ اکتوبر ۔ خبر آئی کہ ۷ ۔ اکتوبر کو درنہ سے بیس میل مشرق کی طرف مقام بمبہ پر اطالوی فوجیں خشکی پر اتریں ۔ ترکوں نے ان کی مزاحمت نہیں کی۔

۱۰ ۔ اکتوبر ۔ بمبہ میں اترنے کے بعد اطالویوں اور ترکوں عربوں سے سخت مقابلہ ہوا۔

۱۲ ۔ اکتوبر ۔ اطالیوں کے درنہ میں ایک اور کامیابی حاصل کرنے کی خبر آئی۔

۱۵ ؍ کو ترکی اور اٹلی کے معاہدۂ صلح پر بمقام اوچی دستخط ہوجانے کی خبر آئی۔

بقول ریوٹر ایجنسی شرائط جو قرار پائیں وہ یہ حسب ذیل ہیں :۔

(۱) ترکی طرابلس کو آزاد کردے گی (۲) اٹلی خود اپنے اعلان کے ذریعہ سے طرابلس پر اپنا اقتدار قائم کرے گی (۳) مسلمانان طرابلس پر سلطان المعظم کی عدالتی حکومت بدستور قائم رہیگی (۴) ترکی اپنی افواج فوراً ہٹائے گی (۵) اٹلی جزائر ارخبیل کو فوراً خالی کردے گی اور وہاں کے باغیوں کو ترکی معافی دے دیگی (۶) اٹلی ترکی کو ادائے قرضہ کے لئے ایک سالانہ رقم دیا کرے گی (۷) ترکی حقوق کی حفاظت کے لئے سلطان المعظم ایک افسر نامزد کیا کریں گے جو طرابلس کے پایۂ تخت میں رہا کرے گا اس کی تنخواہ اٹلی ادا کیا کرے گی (۸) مذہبی افسروں کی نامزدگی بوسینیا کی طرح شیخ الاسلام ترکی کے اختیار میں ہوگی (۹) سلطان المعظم جزائر ارخبیل میں اصلاحات جاری کرینگے۔

مذکورہ بالا صلحنامہ پر اٹلی و ترکی کے دستخط ہوگئے اور سب سے پہلے انگلستان نے طرابلس کی آزادی کو بھی تسلیم کرلیا ہے ۔ مگر مندرجہ بالا خلاصہ ہے شرائط صلحنامہ کا جو ریوٹر کے ذریعہ سے موصول ہوا ہے ۔ سردست ہم اس کے متعلق اپنی رائے محفوظ رکھتے ہیں ۔ تاوقتیکہ دیگر معتبر ذرائع سے بھی ان شرائط کی تصدیق نہ ہوجائے۔ (علیگڑھ گزٹ)

اس وقت طرابلس اندرون کاموں میں سلطنت عثمانیہ کے زیر اقتدار خود مختار ہے اٹلی کا اس کی ماتحتی کا اعلان کرنا فضولی نکاح سے زیادہ نہیں جس میں ناکح منکوحہ کو خبر تک نہیں ہوتی۔

جنگ بلقان میں ترکی کی امیدیں

ممتاز عثمانی صاحب مقیم لنڈن اسوقت تک کی کارروائی کی وقعت مانتے ہیں لیکن بقول انکے یہ سمجھنا قبل از وقت ہے کہ لڑائی ختم ہوگئی ہے ۔ قلعہ ایڈریانوپل میں ۴۰ ہزار فوج ہے اور مشرقی سپاہ ایڈریانوپل و بابا عیسکی کے درمیان مجتمع ہے ۔ اور مغربی سپاہ جسکی ایک لاکھ جمعیت ہے ابھی میدان ہی میں نہیں آئی ہے ۔ انکا خیال ہے کہ کمانوہ پر بہت قلیل فوج تھی۔

روز بازار سٹیم پریس امرتسر میں شیخ عبدالعزیز پرنٹر نے چھاپا اور مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل نے شائع کیا

AsliAhleSunnet.com